کامیاب زندگی

مصنف
الحاج امام صاحب اٹگی

شرفون پبلکیشنز بنگلور

کامیاب زندگی

مصنف

الحاج امام صاحب اٹگی

مترجم

پروفیسر عبدالمجید خان

شرفون پبلکیشنز بنگلور

نام کتاب: کامیاب زندگی

مصنف: الحاج امام صاحب اٹگی

مترجم: پروفیسر عبدالمجید خاں

پہلا ایڈیشن: جنوری 2015

صفحات 74+4

کمپوزنگ: ڈاکٹر محمد صبغتہ اللہ

قیمت:

شرفون پبلکیشنز، 2، ٹیچرس سوسائٹی بشنکری
بنگلورو 560 070

دیباچہ

اس کتابچہ میں جناب الحاج امام صاحب اٹگی نے انسان کی زندگی اور آج کی دنیا پر اثر کرنے والے واقعات کا تجزیہ کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ انہوں نے اللہ پر ایمان لانے اور اس کی بندگی اور شکر گزاری کے موضوعات پر زور دیا ہے۔ اپنی فلاح و بہبود کے لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ تہذیب وتمدن اور با اخلاق زندگی بسر کرے۔ مصنف نے ان اہم باتوں پر روشنی ڈالی ہے جو بے چینی، جنگ اور دکھ درد کا باعث ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے انسان نے سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں بے حد ترقی کی ہے۔

اِٹگی صاحب محض اصولوں اور بہتر قدروں کے مبلغ ہی نہیں بلکہ وہ خود اپنی زندگی میں ہمیشہ ان پر عمل کرتے رہے۔ ایک اچھے دین دار اور نیک انسان ہوتے ہوئے انہوں نے برسوں لوگوں کی مخلصانہ خدمت کی ہے۔ اگرچہ ان کے بہت سے خیالات اور مثالیں مقدس قرآن کے آیات اور ہدایات پر مبنی ہیں۔ انہوں نے اپنے مشاہدوں اور تشریحات کو ان سے منسلک کیا ہے۔ یہ باتیں حقیقت پر مبنی ہیں اور حقیقت کی روشنی میں انہوں نے اپنے تجاویز پیش کئے ہیں۔ قارئین کو ان خیالات سے متفق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ممکن ہے کہ نوجوان نسل ان باتوں کو پڑھے یا سنے، مگر بزرگوں کو یہ باتیں آموختہ کا مواد بنیں گی۔

قرآنی تعلیم سے متاثر ہونے کے باعث اِٹگی صاحب نے اس کتاب میں چند باتیں

بار بار دہرائی ہیں۔ انہوں نے سرکاری ملازمت بھی خوب نبھائی اور اپنے خویش واقارب کی خدمت گذاری میں کئی دہائیاں گذار دیں۔ دوسروں کی خاطر اپنی خوشیاں، چین اور آرام قربان کر دیا۔ اس لئے کہ دوسروں کو نیک عمل کی ہدایت کرنا کوئی غلط بات نہیں بلکہ نیک کام ہے، جس کے لئے اِٹگی صاحب بہترین اجر وثواب کے مستحق ہیں۔

مصنف کی مرضی کے مطابق میں نے اس ترجمہ میں کوئی اور خیال یا وضاحت کو شامل نہیں کیا، جہاں تک ہو سکے میں نے عبارت کو شستہ، سادہ اور سلیس جملوں میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔

دعا ہے کہ اِٹگی صاحب کی یہ کوشش کامیاب ہو، کتابچہ مقبول عام ہو اور قاری اس سے مستفید ہوں۔

پروفیسر عبدالمجید خاں
بنگلورو

پیش لفظ

آج ساری دنیا میں بے چینی پائی جاتی ہے۔لوگوں کا ذہنی سکون مفقود ہو چکا ہے دہشت کا دائرہ ہر طبقہ کو گھیرا ہوا ہے۔آج کی دنیا میں انسان علم اور سائنس کو مادی ترقی کے لئے استعمال کر رہا ہے،اس کے باوجود بے چین ہے۔ماڈی ترقی نے ذہنی سکون چھین لیا ہے۔اسی صورت حال کے پیش نظر دائمی امن اور سکون حاصل کرنے کے لئے جو ضروری باتیں ہیں انہیں اس کتابچہ میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔امید ہے کہ قارئین اس سے مستفید ہوں گے۔

اس کتاب میں بیان کئے گئے خیالات کو تجربے کے طور پر اپنی زندگی میں آزما کر ہر کوئی سکھ چین اور امن حاصل کر سکتا ہے۔ ہمارے سماج میں بہتر اخلاق،انصاف اور امن پیدا ہو سکے اسی مقصد سے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے تا کہ تمام لوگ اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

میری گذارش ہے کہ قارئین اس کتاب کو پڑھیں اور اپنے زرین مشوروں سے آگاہ کریں۔اس کتاب کو شائع کرنے میں جن حضرات نے دست تعاون دراز کیا میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ جناب عبدالمجید خاں صاحب کا ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود اس کتاب کا انگریزی اور اردو زبان میں ترجمہ کیا۔

یہ کتابچہ قرآن کریم اور احادیث پر مبنی ہے قارئین اس کو طبع کرو کر اس کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

خدائے عزوجل اور رحمٰن و رحیم سے میری التجا ہے کہ وہ تمام انسانوں پر اپنے فضل و کرم کو جاری رکھے،انہیں خوشحال اور پرامن زندگی بسر کرنے کی توفیق عنایت کرے اور انہیں کامیابی اور کامرانی عطا کرے۔آمین

امام صاحب اٹگی
ہبلی

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
دیباچہ	1
پیش لفظ	3
فہرست	5
اللہ کی پہچان	8
زندگی کے مقصد کو سمجھنے کی ضرورت	9
انسانی وجود اور اس کا ظہور	10
خدا کا وجود اور ظہور	12
اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا	15
اللہ مہربان ہے	18
اللہ کی عظمت اور قدرت	19
تمام جانداروں کی زندگی کا سہارا	23
خدائے واحد کی پرستش	24
خوف خدا اور بندگی	25
آخرت کی زندگی	26

قیامت	30
جنت اور جہنم	31
دوبارہ زندگی	32
انسان کا اصلی تصور	33
انسان کی بے بسی	36
انسان کی خواہشیں اور آرزوئیں	36
گناہوں کا حل	37
دینی اور اخلاقی تعلیم کی ضرورت	40
تمام مسائل کا حل	42
عارضی زندگی	43
غلط فہمیاں	44
حقوق العباد/ بندوں کے حقوق	45
مسلسل اثر انداز کارنامے	47
نفرت پر قابو پانا	48
لافانی زندگی	51
جرائم پر قابو پانا	51
اخلاقی تنزل	52
اوہام پرستی اور اندھی تقلید	52

عورتوں پر ظلم 54
انصاف اور اخلاق کی اشاعت 54
خدا کو ہماری زندگی کا حساب دینا ہے 54
امن کی پاسداری 56
انسان کے فرائض 56
برے کاموں کی سزا جلد کیوں نہیں دی جاتی 60
اللہ تعالیٰ کی شکرگذاری 61
رشوت خوری 62
آسمانی کتابیں اور انبیاء 66
اسلام میں عورت کا مقام 69
ازدواجی زندگی 70
عورت کی حفاظت 72

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی پہچان

ہوا ہماری آنکھوں کو نظر نہیں آتی، پھر بھی ہم ہوا کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے۔ ہوا کے بغیر انسان چند لمحوں کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ہماری آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر انسان پل بھر بھی نہیں جی سکتا۔

چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کی خاص صورت و شکل کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور ایسا کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کارناموں سے ہی ہم اس کے وجود کا اندازہ ہی نہیں بلکہ یقین کر سکتے ہیں۔ وہ قادر حیات و ممات ہے۔ رات اور دن کو بنانے والا، موسموں میں تبدیلیاں لانے والا، آسمان سے بارش برسانے والا زمین سے مختلف قسم کا غلہ، پھل پھول اگانے والا، چاند سورج اور ان گنت ستاروں کا نظام چلانے والا، ندی نالے، تالاب اور سمندروں کی نگرانی کرنے والا، دنیا کی ان گنت مخلوق کو رزق پہنچانے والا، ان کی دیگر ضروریات کو پورا کرنے والے کو ہی ہم خالق اور مالک مان سکتے ہیں۔ وہ تو ہر متشکل صورت سے مبرّا ہے۔ اس کا وجود ہر چھوٹی بڑی چیز سے عیاں ہے۔ یعنی ہر چیز ہمیں اس کی پہچان کراتی ہے۔

زندگی کے مقصد کو سمجھنے کی ضرورت

انسان اس دنیا میں کہاں سے آیا؟ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مرنے کے بعد کہاں جائے گا؟ کون سے ایسے کام ہیں جن کے کرنے سے اس کی زندگی کامیاب ہوتی ہے۔ اور کون سے ایسے کام ہیں جن کے کرنے سے اس کی زندگی بے کار ہوتی ہے۔ یہ باتیں انسان کو سمجھ لینا ضروری ہیں۔ زندگی کے مقصد کو جاننے کے لئے اسے وقت ہی نہیں ملتا۔ دن اور رات گزرتے جاتے ہیں، مہینے سال بیت جاتے ہیں اسی طرح لمحہ بہ لمحہ ساری زندگی گزر جانے کے بعد موت آتی ہے۔ موت ایک کڑوی حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں اور انسان زندگی کا مقصد جانے بغیر ہی دنیا سے چلا جاتا ہے۔

ہر کام جسے ہم روزانہ انجام دے رہے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ بغیر مقصد کے ہم کوئی کام نہیں کرتے۔ سب اس حقیقت سے واقف ہیں اس لئے سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وسیع کائنات میں زمین، آسمان، سورج، ستارے، سیارے، سمندر، پیڑ پودے اناج پھول پھل اور سبزیاں اور دیگر بے شمار چیزیں بنائیں وہ بے مقصد نہیں ہیں۔ ہر شئے کو انسان کے استعمال کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ اور انسان ہر چیز سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ انسان اس دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے وہ اشرف المخلوقات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اچھے برے کی پہچان عطا کی ہے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز کا مخصوص مقصد اور فائدہ ہے۔ قدرت نے انہیں کسی مقصد کے تحت ہی تخلیق کیا ہے کوئی چیز بے معنی

نہیں پیدا کی گئی۔ یہ جاننے کے بعد کہ خالق نے ہر چیز کو انسان کے لئے ہی تخلیق کی ہے تو ہمیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے۔ ورنہ ہم میں اور حیوانوں میں فرق باقی نہیں رہے گا۔ اللہ نے انسان کو ایک عظیم مقصد کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ کوئی بھی انسان علم حاصل کرنے کے بعد ہی بلند درجہ حاصل کرسکتا ہے۔ وہ بادشاہ یا ملک کا صدر یا وزیر اعظم ہی کیوں نہ ہو اگر وہ حقیقی خالق کو اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھ نہ سکا اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش نہ کی تو اسے موت کے بعد آنے والی اخروی زندگی میں دوزخ کا دائمی عذاب بھگتنا پڑے گا۔

انسانی وجود اور اس کا ظہور

انسان کی تخلیق سے قبل اللہ نے تمام انسانوں کے ارواح کو پیدا کیا! اور سوال کیا کہ ''تمہارا خالق کون ہے''؟ تمام ارواح نے جواب دیا کہ'' آپ ہی تو ہمارے خالق ہیں''۔ تب اللہ نے کہا'' تم اپنے قول پر کہاں تک قائم ہو یہ ثابت کرنے کے لئے میں تمہیں یکے بعد دیگرے دنیا میں بھیجوں گا''۔

انسانوں کو اس دنیا میں بھیجنے سے قبل اللہ نے ان کی ضروریات پورا کرنے کے لئے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، جانور، پیڑ پودے اور بے شمار اشیاء بنائے۔ اس کے بعد اس نے انسانوں کو دنیا میں بھیجنا شروع کیا اس طرح انسانوں کا اس دنیا میں آنا ہوا اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

خدا نے انسانوں کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔ ان پیغمبروں

نے خدا کے احکام کو انسانوں تک پہنچایا اور اس کے احکامات کی پیروی کرنے کی تلقین کی۔ اس کے احکامات پر چلنے والوں کو آخرت میں دائمی بہشتی زندگی میسر ہونے کی خوشخبری دی اور اس کا انکار کرنے والوں کو مسلسل دوزخی اذیت بھگتنے کی خبر، جس کو پیغمبروں نے لوگوں تک پہنچایا۔

خدا کا وجود اور اس کا مظہر

انسان اپنے آپ کو سمجھنے، اور خدا کو سمجھنے میں ہمیشہ غلطی کر رہا ہے۔ کبھی وہ خود کو خدا کی طرح سلوک کرتا ہے تو کبھی وہ اس بھرم میں مبتلا ہے کہ کائنات کی ہر شئی خدا ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی بہت ترقی کر چکی ہے لیکن خدا کو سمجھنے میں انسان ناکامیاب رہا۔ کائنات کے تمام چیزوں کی بناوٹ ان کی ابدیت سورج چاند ستارے زمین و آسمان کی تشکیل ہمارے جسموں کی بناوٹ ان کا آغاز ارتقاء اور اختتام، کائنات کی تخلیق ان تمام اشیاء کی عمل آوری سے متعلق اگر ہم سنجیدگی سے غور کریں تو ہمیں خدا کی معرفت حاصل ہوگی۔ آج ہر موضوع کو سائیٹفک طریقے سے جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔ مگر خدا کے بارے میں اندھے عقیدوں کی پیروی کی جارہی ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے۔ خدا ایک ہے یکتا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں، ہر کوئی اس پر منحصر ہے۔ وہ کسی کی اولاد نہیں اور وہ کسی کا باپ نہیں، یا کسی کا بیٹا نہیں نہ اس کی بیوی ہے اور نہ بچے ہیں، وہ کسی کا بنایا ہوا نہیں اس کے سوا ہر چیز اس کی بنائی ہوئی ہے۔ ہم اس کی اولاد نہیں صرف اس کی مخلوق ہیں وہ خالق ہے۔ کوئی اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ کوئی اس جیسا نہیں۔ وہ بے شکل وصورت ہے۔ غیر مقطع لامحدود ہے۔ وہ اول بھی

ہے اور آخر بھی۔ جب کچھ نہیں تھا تب بھی صرف خدا تھا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی عظمت ہمیشہ ظاہر کرتا ہے۔ وہ اپنے وجود میں مختار ہے۔ دائم ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔ زمین و آسمان میں پائی جانے والی ہر شئے اسی کی تخلیق کی ہوئی ہے۔ ہر چیز کو اس نے رنگ و روپ دیا، طاقت اور مخصوص خوبیاں عطا کی ہیں اور ان کے ارتقاء کی حد مقرر کر دی ہے، اور دنیا کی ہر چیز اسی کے دائرہ عمل میں ہے۔ ہر ساز وسامان اسی نے فراہم کیا ہے زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اللہ کی ہی کی ہے۔ اس نے زمین کو بچھونا بنایا اور وہی ہے جو اپنی رحمت سے آسمان سے بارش کی شکل میں صاف پانی برساتا ہے اور اس کے ذریعہ بے جان زمین کو جان بخشتا ہے اور وہ ہری بھری ہو جاتی ہے۔ انسانوں اور جانوروں کو غذا فراہم کرنے کے لئے مختلف النوع پھل پھول اور سبزیاں اگاتا ہے۔ اس عجوبہ کو وہ بار بار ہمارے سامنے لاتا ہے۔ ہم اس کو دیکھتے ہیں پھر بھی خدا کے بارے میں سوچتے نہیں۔ اس کا تخت زمین و آسمان پر پھیلا ہوا ہے۔ ان دونوں کی حفاظت کرنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ وہ سب سے اعلیٰ اور عظیم ہے۔ اسے بھوک پیاس نہیں لگتی اور نہ نیند اسے ستاتی ہے۔ وہی سب کو کھلاتا ہے مگر خود نہیں کھاتا۔ وہ سب کو سلاتا ہے مگر سوتا نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی۔ کائنات میں جو کچھ ہے وہ سب اسی کے ہیں اور اسی کے تابع ہیں خدا واحد ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اس کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ وہ بے سہارا ہے مگر سب کا سہارا اور مددگار ہے وہ بے نیاز ہے۔ وہی خالق ہے اور محافظ بھی۔ صرف اس کی عبادت کرنی چاہئے، صرف اسی سے مدد مانگنا چاہیئے۔ وہی دکھوں کو دور کرتا ہے اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو ایک قسم کے پانی سے پیدا کیا۔ ان میں سے کچھ

پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ چند دو پاؤں پر چلتے ہیں اور چند چار پاؤں پر۔ وہ جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ دن کو رات میں اور رات کو دن میں تبدیل کرتا ہے۔ بے شک آنکھ والوں کے لئے اس میں سبق موجود ہے۔ زمین و آسمان کی چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جسے چاہے زندگی کا سہارا بڑھاتا ہے اور جسے چاہے گھٹاتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کا مکمل علم رکھنے والا ہے۔ بے شک وہ بے نیاز اور حمد کا مستحق ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین میں رہنے والی ہر چیز کو خدا نے ہمارے استعمال کے لئے بنایا ہے۔ اس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے۔ وہ انسان کے حق میں بے حد رحمدل اور مہربان ہے۔ اسی نے ہمیں زندگی دی ہے، وہی ہمیں موت بھی دے گا اور پھر ہمیں زندہ کرے گا۔ وہ تمام دنیاوی کاموں کا حساب لے گا اور ہمارے اعمال کے مطابق جنت اور جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ مالکِ کون و مکان ہے۔ وہ جسے چاہے اقتدار دیتا ہے اور جسے چاہے رسوا کرتا ہے۔ وہ جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت۔ ہر بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ بے جان چیز کو جاندار بناتا ہے اور جاندار کو بے جان۔ وہ جس کو چاہے بے شمار ساز و سامان عطا کرتا ہے وہ قادر مطلق ہے۔ اگر آسمانوں کا مالک چاہے تو زمین کو ٹھہرا سکتا ہے، ہوا کے زور سے انسانوں کو نابود کر سکتا ہے۔ اللہ اگر انسانوں کو غذا پہنچانا روک دے تو انہیں غذا کون دے گا۔ اگر وہ پانی مہیا نہ کرے تو کون کرے گا۔ پرندے اپنے پروں کو پھڑ پھڑا کر پرواز کرتے ہیں تو اللہ ہی تو ہے جو انہیں گرنے سے بچاتا ہے بے شک وہ ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ اگر دنیا کے تمام لوگ مل کر دن رات اس کی عبادت کریں تو بھی اس کی عظمت نہیں بڑھتی اسی طرح دنیا کے سارے لوگ اس کے وجود

سے انکار کر دیں تو بھی اس کی عظمت نہیں گھٹتی۔ دنیا میں جینے والے تمام انسانوں اور دوسرے تمام اشیاء کا اللہ ہمیشہ مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں سیاہ پتھر پر چلنے والی کالی چیونٹی کو بھی وہ دیکھتا ہے اور اس کے چلنے کی آواز بھی سنتا ہے۔ اللہ بہت تیز نظر رکھنے والا حاضر و ناظر ہے۔ وہ حکیم اور حکمت والا، علیم ہے اور بے مثال ہے۔

اللہ پر ایمان لانا

سچائی سے محبت کرنے والوں کے لئے دنیا کے چاروں جانب اللہ تعالیٰ کے نشانات موجود ہیں انہیں دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن نادان اور ضدی لوگوں کے لئے اہم چیزیں نظر نہیں آتیں۔ اس دنیا کے ہر ذرّہ میں بے شمار عجوبے پوشیدہ ہیں۔ تحقیق کرنے والوں کے سامنے وہ اشیاء آسانی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لاتا؟ جب انسان بے جان تھا تب اللہ تعالیٰ نے اسے جان بخشی، وہی اس کو موت کے حوالے کرے گا۔ پھر دوبارہ زندہ کرے گا۔ سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اسی نے رات کو ہمارا لباس بنایا، نیند کو آرام کا ذریعہ اور دن کو حیات نو کا مرحلہ بنایا۔ ہر چیز کو وہی پیدا کرتا ہے اور ہر چیز کو اس کا درجہ بھی مقرر کرتا ہے۔ سب کچھ وہی تصفیہ کرتا ہے۔ ہر شئے اسی کی طرف سے آتی ہے اور اسی کے پاس لوٹ جاتی ہے۔ ہر چیز کا اصل وہی ہے۔ اگر دنیا کے تمام لوگ کسی ایک شخص کو نقصان پہنچانا چاہیں، خدا کی مرضی کے بغیر اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح دنیا کے تمام لوگ مل کر کسی شخص کو فائدہ پہنچانا چاہیں بھی تو خدا کی مرضی کے بغیر اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نیک اور بد دونوں

طاقتوں کو پیدا کیا۔اس نے انسان کو اپنی مرضی سے چلنے کی آزادی بھی دی۔وہ انسانوں کو دکھ اور سکھ دے کر ان کی آزمائش کرتا ہے۔یہ آزمائش موت تک مسلسل چلتی رہے گی۔یہ دنیا صرف آزمائش کے لئے ہے۔اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان اپنے خالق کا فرماں بردار بن کر اس کا پرستار بن کر اس کی عبادت کر کے اور اس کا احسان مند بن کر زندگی گذارے گا یا بے وفا اور ناشکرا ہو کر زندگی گذارے گا۔زندگی کا حقیقی نتیجہ آخرت میں ملتا ہے۔انسان کو چاہئے کہ وہ خدا پر ایمان رکھے۔جنت اور جہنم کے وجود پر اور مرنے کے بعد کئے جانے والے اپنے اعمال کے محاسبہ پر ایمان رکھے۔ہم خدا کو دیکھ نہیں سکتے لیکن ہمیں مضبوط ایمان رکھنا چاہئے کہ خدا ہم کو ہمیشہ دیکھ رہا ہے۔دنیا کے سب مذاہب، جنت اور جہنم کے وجود کی اور قیامت کے آنے کی تصدیق کرتے ہیں تمام انبیاء اور پیغمبروں نے انسانوں کو یہ باتیں سمجھا کر انہیں راہ راست پر چلنے کی دعوت دی ہے۔ایک انسان اپنی حرام کی کمائی سے زندگی کے تمام آرام و آسائش کا لطف اٹھا کر مرتا ہے دوسرا انسان خدا کا پرستار بن کر،شرافت کو اپنا کر،مصیبتوں اور مشکلات کو جھیل کر مرتا ہے۔یہ تصور کرنا کہ ان دونوں کا انجام یکساں ہوگا سراسر ناانصافی ہوگی۔بدکاروں کو سزا ملتی ہے اور نیکوں کو عزت اور اعزاز حاصل ہوتا ہے۔یہ انسان کے روح کا منصفانہ مطالبہ ہے۔مگر زندگی میں انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ نہیں ملے گا کیونکہ دنیاوی زندگی عارضی ہے۔یہ دنیا انسان کے عمل کی اور امتحان کی جگہ ہے۔موت کے بعد آنے والی آخرت، ہمارے اعمال کی جزا پانے کی جگہ ہے۔وہاں پر سب کو اپنے اعمال کا حساب خدا کو دینا ہوگا۔جو شخص اس بات کو نہیں مانتا کہ ایک دن ایسا آئے گا جب اس کو اپنے اعمال کی جزا ملنے والی ہے ایسوں کو اپنا کردار بنانے

کے لئے حقیقی بنیاد کہاں ملے گی۔دنیا میں وہ جتنی بھی بدی کر لے وہ کم ہی ہوگی۔اگر اللہ چاہتا تو دنیا کے تمام انسانوں کو ایک ہی قوم بنا سکتا تھا۔سب کو ایک جیسی شکل اور ایک ہی رنگ والے بنا سکتا تھا۔تب وہ یکساں سلوک کر سکتے ان میں کسی قسم کا اختلاف نہیں رہتا لیکن انسانوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔اگر اللہ چاہتا تو وہ تمام انسانوں کو راہ راست پر چلنے کی حد بندی کر سکتا ہے۔لیکن زبردستی راہ راست عائد کرنا اللہ کو پسند نہیں۔وہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل ذہانت کی بدولت اللہ کی ہدایت کے ذریعہ حقیقت کو سمجھے اور اپنی خواہش سے راہ راست اختیار کرے۔اسی میں انسان کی آزمائش ہے۔یہی انسان کے ذہنی اور روحانی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ انسانوں کو سکھ دکھ دے کر انہیں آزما رہا ہے۔راہ راست ہمیشہ ایک ہی ہے مگر گمراہی کے راستے بہت ہیں۔خوف، وہم، بھوک! جان و مال کے نقصان کے ذریعہ سے بھی، قحط کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان لیتا رہتا ہے۔صبر کرنے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری ہے جو لوگ اللہ اور قیامت پر مکمل ایمان لا کر نیک کام کرتے ہیں ان کو اپنے مالک کے یہاں اچھا صلہ ملے گا وہ کبھی خوف زدہ یا غمگین نہیں ہوں گے۔انہیں اللہ سے معافی اور عزت کی زندگی ملے گی۔اللہ عالم الغیب ہے۔یقیناً بہترین مددگار ہے۔جب کبھی اللہ کا ذکر آتا ہے تو ایمان والوں کے دل کانپتے ہیں ان پر آنے والی مصیبتوں میں صبر کرتے ہیں نمازوں کو قائم رکھتے ہیں۔اللہ نے ان کو جو عطا کیا ہے اس کا کچھ حصہ وہ اس کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حیات اور ممات کو عمل میں لایا ہے یہ آزمانے کے لئے کہ انسانوں میں کون بہتر سلوک کرتے ہیں۔وہ بڑا طاقتور اور معاف کرنے والا ہے۔ہر ایک

روح موت کا مزہ چکھے گی۔قیامت کے دن ہر ایک کو اس کا صلہ مکمل طور پر دیا جائے گا۔جو بھی دوزخ سے دور ہوا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ یقیناً کامران ہوا۔دنیاوی زندگی محض ایک فریبی اور عارضی زندگی ہے۔ایمان والے یقیناً جان و مال کے بارے میں آزمائے جائیں گے۔اگر وہ صبر اور اپنے دلوں میں اللہ کا ڈر رکھیں گے تو بے شک ان کا رویہ دلیر کارنامہ کہلائے گا۔دنیا کی تمام چیزیں حاصل ہونے پر بھی اگر کوئی شخص خدر پر ایمان نہ لائے اور اس کا ڈر نہ رکھے تو اس کی آخرت سراسر بے فائدہ ہوگی سب سے بڑی فلسفیانہ بات یہ ہے کہ انسان خدا کا شکر گذار بنے۔

اللہ بڑا مہربان ہے

اللہ بڑا مہربان ہے اس لئے کہ وہ گنہ گاروں کو فوراً سزا دینے کے بجائے انہیں راہ راست پر آنے کی مہلت دیتا ہے۔یہ مہلت انسان کو موت کے آنے تک بڑھائی جاتی ہے وہ اور بھی برے کام کرتے چلے جاتے ہیں۔اس طرح دنیا میں برے کاموں کا اضافہ ہوتا ہے لیکن میعاد ختم ہونے پر کوئی سزا سے بچ نہیں سکتا۔اس دنیا میں اللہ کی عنایتیں سب کے لئے ہیں۔مثلاً سورج اور چاند کی روشنی، ہوا، برسات، پانی، اناج، پیڑ پودے، نباتات اور دوسری بے شمار چیزیں۔انسان کو زندگی میں دو راستے حاصل ہیں۔پہلا راستہ اپنی مرضی سے چلنا ہے۔دوسرا راستہ خدا کے مطابق چلنا۔ان دونوں راستوں سے حاصل ہونے والے نتیجے بھی اللہ نے پیغمبروں کی زبانی سمجھا دئے ہیں۔ہمیں اپنے پسندیدہ راستے پر چلنے کی آزادی بھی اسی نے دی۔انسان سائنسی تحقیقات کے ذریعہ نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا

ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ قدرت کے خلاف حاصل کی ہوئی کامیابی ہے۔مگر اس قابلیت کو عطا کرنے والے خدا ہی کو بھول جاتا ہے۔آج ٹیلی ویژن، کمپیوٹر وغیرہ کو ایجاد کرنے والے سائنسدانوں کی قدر کی جارہی ہے۔ ان کی تعریف کی جارہی ہے۔مگر ان سائنسدانوں کے خالق خدا کی تعریف نہیں کی جاتی جو بڑے افسوس کی بات ہے۔خدا انسانوں پر بے حد مہربان ہے مگر بہت سارے لوگ اس کے شکر گذار نہیں ہیں۔خدا ہی خوشی دیتا ہے اور غم بھی سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اللہ کی عنایتیں برسات کے قطروں کی طرح کثرت سے برستی ہیں ہمارا جسم انمول ہے۔آج انسان کے گردے، کلیجے، آنکھیں اور دماغ وغیرہ اعضاء کو لاکھوں کی قیمت پر فروخت کیا جارہا ہے۔پھر بھی انسان اپنے جسم کا خیال ہی نہیں کرتا۔غرض اللہ تعالیٰ ہم پر بڑمہربان ہے۔

اللہ کی عظمت وقدرت

اللہ کی بے شمار عظمتیں بیان کی جاسکتی ہیں ان کی فہرست تیار کرنا ناممکن ہے، ان میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں۔

۱) ایک ہی باغ میں اگے ہوئے مختلف قسم کے پھول، پھل، اناج، سبزیاں، مختلف ذائقے، مٹھاس یا کڑواہٹ اور مختلف بو باس والے ہوتے ہیں۔ہم اگر وہاں کی مٹی کو جانچ کر دیکھیں تو اس میں نہ مٹھاس ہے نہ کڑواہٹ، نہ ہی رنگ اور خوشبو پائی جاتی ہے۔یہ سب خدا کی قدرت سے ہوتا ہے۔قدرت کے راز بہت گہرے ہوتے ہیں۔

۲) انسان مٹی میں بیج بوتا ہے مگر کچے یا پکے پھل اپنے ہاتھ سے نہیں بنا تا یہ سب خدا

کے فضل سے ہوتا ہے۔

۳) تمام انسانوں کو خدا ہی نے ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک اور کان عطا کئے۔ مگر دنیا کے سات سو کروڑ انسانوں میں ایک انسان دوسرے انسان سے مشابہت نہیں رکھتا۔ یہ بڑی حیرت انگیز سچائی ہے اور قدرت ہے۔

۴) ایک انسان کی آواز دوسرے انسان سے نہیں ملتی۔ لیکن آواز سے جنس اور عمر کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

۵) ایک انسان کی انگلیوں کی لکیریں دنیا کے کسی بھی انسان کی انگلیوں کی نشانیوں سے مشابہت نہیں رکھتیں۔ سائنس دانوں نے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے۔

۶) سائنس دانوں نے ثابت کیا ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والے صحت مند لوگوں کا درجہء حرارت 98.5 ڈگری ہے، چاہے وہ سرد ممالک میں بسنے والے ہوں یا گرم علاقوں کے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انسان کے پیٹ میں کونسا جنریٹر (Generator) ہے، بڑی حیرت کی بات۔

۷) جو غذا ہم کھاتے ہیں ان سے خون پیدا ہوتا ہے، جسم پروان چڑھتا ہے لیکن اسی غذا سے یا کسی اور طریقے سے خون نہیں بنا سکتے۔

۸) گائے اور بھینس بکری میں خون، گوبر اور پیشاب کے درمیان دودھ بنتا ہے جو مزیدار اور صحت مند ہوتا ہے۔

۹) دنیا کے تمام انسانوں، زمین اور آسمان اور سمندر میں جینے والے ہر قسم کے جانداروں اور چیزوں کو اللہ بیک وقت دیکھا کرتا ہے۔ دنیا کے سات سو کروڑ انسان

سینکڑوں زبانوں میں ظاہر کرنے والی تمام باتوں کو اور درندوں اور پرندوں کی تمام بولیوں کو اللہ بیک وقت سنتا ہے اور وہ ان سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

۱۰) یہ کائینات بہت وسیع ہے یہ خدا کی قدرت مہارت اور اس کی عظیم شاہ کاری کو ظاہر کرتی ہے۔ سورج ہماری زمین سے ۱۳ لاکھ گنا بڑا ہے وہ اس زمین سے ۱۴۷ کڑوڑ کیلو میٹر دوری پر ہے پھر بھی ہم اس کی تپش محسوس کرتے ہیں۔ جس شمسی حلقہ میں ہماری زمین شامل ہے اگر ہم اس کی وسعت کا اندازہ لگائیں تو معلوم ہوگا کہ اس سے دور ترین فاصلہ پر اپنے والا سیارہ نیپ چیون (Neptune) سورج سے ۴۵۰ کڑوڑ کیلو میٹر دور ہے۔ ہماری زمین جس نظام شمسی میں ہے کہکشاں کا محض ایک جزئی حصہ ہے۔ ہماری شمسی دنیا سے متعلق کہکشاں میں تقریباً ۳۰۰ کڑوڑ سورج ہیں ان میں سے قریب ترین سورج سے ہماری زمین تک روشنی پہنچنے کے لئے چار سال کا عرصہ درکار ہے۔ غور کرنا چاہئے کہ روشنی کی رفتار فی کیلو لمحہ ۳ لاکھ کیلو میٹر ہے۔ ہماری زمین سور سیاروں کو اپنے دائرہ میں سمو سکتی ہے۔ یہ کہکشاں ہی مکمل کائنات نہیں ہے۔ تقریباً ۲۰ لاکھ سدیم میں سے یہ ایک ہے ان میں سے قریب ترین سدیم سے روشنی کو ہم تک پہنچنے کے لئے تقریباً دس لاکھ سال لگ جاتے ہیں۔ یہ تمام معلومات سائنسی تحقیق سے حاصل ہوئی ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ بچپن میں ایک دن، رات ستاروں کو دیکھا تو وہ اسی کو خدا سمجھ بیٹھے۔ جب وہ غائب ہو جاتے تو وہ اپنے فیصلہ کو بدل ڈالتے۔ پھر چاند کو دیکھا تو وہ بھی ڈوبنے والا ہے۔ پھر سورج کو خدا مانا تو وہ بھی ڈوب گیا آخر انہوں نے اقرار کیا کہ ان تمام کو پیدا کرنے والا ہی حقیقی معبود ہے۔

اگر بہت سے خدا ہوتے تو عظمت کے لئے ان میں مقابلہ ہوتا باہمی اختلافات ہوتے اوران کے درمیان جنگ وجدل ہوتے تب برسات کا خدا بارش کو، ہوا کا خدا ہوا کو، سورج کا خدا سورج کی روشنی کو، چاند کا خدا چاندنی کو لے کر کہیں اور چلے جاتے اور کائنات میں بد نظمی پیدا ہو جاتی اور وہ نابود ہو جاتی ۔اس لئے ایک ہی خدا رہنے کی وجہ سے کائنات کا نظام باترتیب چل رہا ہے ۔مذکورہ بالا نعمتوں پر ہم خیال کریں تو معلوم ہوگا کہ خدا نے تمام انسانوں کو اپنی پرستش اور بندگی کے لئے ہی پیدا کیا ہے ۔اانسان کا فطری اور روحانی مذہب ایک ہی خدا کی عبادت ہونا چاہئے اورانسان کو چاہئے کہ وہ ایک ہی خدا کی پرستش کرے ۔اگر انسان خدا کی پرستش نہ کرے تو اس کی زندگی کا مقصد ہی فضول ہو جائے گا ۔آخرت میں اسے پچھتانا پڑے گا ۔مگر وہاں پچھتانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

چونکہ ہم پر اللہ کے بے شمار احسانات ہیں اسی لئے ضروری ہے کہ ہم اس کا شکر بجا لائیں ناشکر گذار لوگوں کو اللہ پسند نہیں کرتا ۔اللہ کے ذکر سے ہمارے دلوں کی بے تابی دور ہو جاتی ہے اور سکون ملتا ہے ۔غور و فکر کی بدولت ہم پر علم حقیقی کا دروازہ کھل جائے گا ۔

صبر اور عبادت کے ذریعہ خدا کی مدد مانگنی چاہئے ۔ہمیشہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اللہ کے پاس ہے ۔لیکن لوگ انسانوں سے اپنی مشکلات کا حل حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔کائنات کی بے جان چیزوں کو پوجنے والوں کو نجات نہیں ملے گی ۔صرف خالق کے عبادت گذاروں کو نجات ملے گی ۔ساری کائنات کا ایک ہی خدا ہے وہ تمام نوع انسان کو یکساں چاہتا ہے ۔ان کی زندگی کے ہر پل میں اس کی قوت نمایاں ہے ۔یہی خدا اس دنیا کے تمام موجودہ مذاہب کی بنیاد ہے سب یہ مانتے ہیں کہ خدا ایک ہی ہے وہ یہ کہتے

ہیں کہ خدا ایک ہے مگر اس کے نام کئی ہیں لیکن اس حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے کہ وہ مختلف نام خدا کے مختلف خصوصیات کو ظاہر کرتے ہیں مختلف خداؤں کو نہیں ۔

ایسی عجیب کائنات کو بنانے والے بے پایاں طاقتور خدا کو نظرانداز کر کے انسان اپنی زندگی گذار رہا ہے یہ افسوس کی بات ہے ۔

تمام جانداروں کی زندگی کا سہارا

کائنات میں بسنے والے تمام جانداروں کو ہی رزق پہنچاتا ہے تقریباً اٹھارہ ہزار مخلوقات زمین اور سمندروں میں جیتے ہیں ۔سائنس دانوں کا اندازہ ہے کہ زمین میں تقریباً ۵ لاکھ جاندار ہیں ان میں سے انسان کے علاوہ کوئی بھی جاندار محنت مشقت نہیں کرتا ۔خدا ہی ان کو رزق پہنچاتا ہے ۔مثلاً شیر اور شیر ببر آسانی سے شکار کر لیتے ہیں اگر وہ مر بھی جائیں تو گھاس نہیں کھاتے ۔آسمان پر اڑنے والے پرندوں کو دیکھو وہ ہل جوتتے نہیں فصل کاٹتے نہیں ۔گوداموں میں بھر کر نہیں رکھتے ۔لیکن اللہ انہیں پالتا پوستا ہے ۔کیا ان سے بہتر انسان نہیں؟ صبح سویرے پرندے اپنے گھونسلوں سے خالی پیٹ پرواز کرتے ہیں شام کو جب وہ لوٹتے ہیں ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں ۔مخلوق کی تخلیق پیدا کرنے کے بعد ہر جاندار کو غذا فراہم کرنا خدا کا ہی کام ہے ۔اللہ سب کو غذا اور پانی مفت میں ہی دیتا ہے ۔ہم جس اناج کے لئے جو قیمت ادا کر رہے ہیں وہ صرف مزدوری ہے ۔غذا کی نہیں ۔کوئی بھی ایک اناج کا دانہ ہو یا ایک قطرہ پانی کی تخلیق نہیں کرسکتا ۔مگر آدمی سوچتا ہے کہ وہ خود محنت کر کے اپنی غذا حاصل کر لیتا ہے ۔دراصل یہ خدا کے فضل سے ہی ہوتا ہے

ایک مزدور دن بھر بھاری وزن اٹھا کر پسینہ بہا کر دن میں مشکل سے چند پیسے کماتا ہے۔ لیکن ایک تاجر اپنی دوکان میں بیٹھے ہوئے ٹیلی فون کے ذریعہ تاجروں اور خریداروں سے گفتگو کر کے تجارتی معاملہ طے کر کے چند منٹوں میں ہزاروں روپیوں کا فائدہ حاصل کر لیتا ہے۔ ہماری آمدنی خدا کے فضل پر منحصر ہے۔ خدا ہی ہر ایک کی زندگی کا سہارا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور جس کو چاہے گھٹاتا ہے۔ لیکن کمائی کی خاطر کوشش کرنا انسان کا اہم فرض ہے۔ خدا اپنے بندوں کو بھی اور منکروں کو بھی خوراک مہیا کرتا ہے۔ مگر آخرت میں وہ ناشکرے بندوں کو دوزخ کی دائمی عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ اس لئے خدا کی عبادت اور نیک اعمال کے ذریعہ اس کی خوشنودی حاصل کر لیں تو وہ ہی ہماری ضرورتوں کو پورا کرے گا۔

خدائے واحد کی پرستش

کائنات کی ہر شئے صداقت کی تائید کرتی ہے۔ دنیا کی ہر شئے خدا کی شان ہے اگر ایک لمحہ کے لئے ایک ذرّہ پر غور کریں اور چاند سورج اور دیگر ستاروں کو دیکھیں تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کائنات کا خالق ایک ہے۔ اور اس نے ایک عظیم مقصد کے لئے ہی اس کی تخلیق کیا ہے۔ اس بے پایاں کائنات کی تخلیق دن اور رات کی ترتیب موسموں کی آمد آسمان سے بارش کا برسنا زمین سے بے شمار اناج کی پیداوار، نباتات، پھول، پھل، پیڑ پودے جب ہم ان سب کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ کائنات کا خالق ایک ہی ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے میدانوں میں ترقی پذیر انسان خدا کے بارے میں آنکھ

موند کر توہم پرستی کی پیروی کرتا ہے، یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ **اس لئے ضروری ہے کہ انسان خدا کے وجود سے متعلق منصفانہ فطری اور تجرباتی رویہ اختیار کرے۔ یہ ممکن نہیں کہ ہم خدا کو کوئی چیز تحفہ کی صورت میں پیش کریں۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ خدا کی دین ہے ہمیں جو چیز خدا کو پیش کرنا ہے وہ ہے عبادت اور شکر گذاری۔ شکر گذاری تمام عبادات کی جان ہے۔ عبادت دین کا دل ہے انسان کی زندگی کا آخری مرحلہ خدا کی خوشنودی پانے کے لئے غریبوں اور ناداروں کو خیرات دینا ثواب کا کام ہے۔**

خوف خدا اور بندگی

آج بھی سب یہ مانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا، دغا دینا، ناانصافی، خباثت اور زنا کاری برے اعمال ہیں۔ پھر بھی ہر انسان ایک نہ ایک بری عادت کا شکار ہے۔ سچائی انصاف، نیک چلن، اور ہمدردی کو آج بھی لوگ عمدہ سمجھ کر عزت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود بہت کم لوگوں میں یہ خصوصیات پائے جاتے ہیں۔ دنیاوی زندگی کی کشش اور آخرت پر ہمیں مضبوط عقیدہ رکھنا چاہئے۔ ہم کو اس بات پر یقین کرنا ضروری ہے کہ خدا ہمارے تمام اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

اگر ایک زانی کو یہ احساس ہو کہ کوئی لڑکا ان کے حرکات کو دیکھ رہا ہے تو وہ جھجک کر فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر لوگوں کو یہ احساس ہو کہ خدا ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، تو چور چوری سے، زانی زنا سے، دھوکہ باز دھوکہ دینے سے باز آ سکتا ہے۔ اس وجہ سے انسانوں میں خدا کا خوف اور بندگی کا احساس پیدا ہوگا تو انسانوں کو راہ راست پر چلنے کی

ترغیب ملے گی۔

دنیا کے سارے ممالک کی حکومتیں اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے قاعدہ وقانون کے تحت چند پروگرام عمل میں لائے ہیں۔ سماج میں پائے جانے والے چوری، ڈاکہ، قتل، نشیلی اشیاء کا استعمال وغیرہ برائیوں کو دفع کرنے کے لئے ہزاروں کڑوڑ روپئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ بُرے اعمال بڑھتے ہی جارہے ہیں۔لوگوں میں خدا کا خوف اور اس کی بندگی کے احساس کا نہ ہونا ہی اس کی وجہ ہے۔اگر انسان میں یہ شعور جاگتا ہے تو سماج میں پھیلتی ہوئی برائیوں کو دفع کیا جاسکتا ہےان میں خدا کا خوف ہی نہ ہوا افسوس کی بات ہے۔

آج انسان ایک پولس آفسر کے روبرو حاضر ہونے سے ڈرتا ہے۔مگر خدا کی قدرت کا خیال نہ کرنا ہی اس کے ڈر اور بندگی نہ ہونے کی وجہ ہے۔ایک نوکر کو اپنے مالک کے اقتدار کا احساس ہونے سے وہ فرماں بردار بن کر رہتا ہے۔اگر خدا چاہےتو وہ سیلاب کے ذریعہ دنیا کو نابود کرسکتا ہے۔طوفان کے ذریعہ، ہوا کو روکنے سے، زلزلہ سے، تمام خلقت کو وہ ہماری نظروں سے ایک لمحہ میں چھین سکتا ہے۔اپاہج اور بے کس کرسکتا ہے۔زمین کو دھنسا کر سب کو زندہ دفن کرسکتا ہے۔حادثہ کا شکار کر، ایک لمحہ میں انسان کے وجود کو ہی مٹا سکتا ہے۔اگر انسان ان باتوں پر سنجیدگی سے دھیان دے گا تو اس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا۔انسان کے دل میں نفرت بس گئی ہے۔نفرت یا توہین کا ایک لمحہ انسان کو کسی کا قتل کرنے پر بھی اکسا سکتا ہے۔خدا کا خوف اور بندگی ہی اسے برائی سے روک سکتی ہے۔

آخرت کی زندگی

موجودہ دنیا میں برسات اور ہوا کے ذریعے خدا اپنے کرم اور غضب کی مثالیں ظاہر کی ہیں۔ان واقعات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے، یہ خیال ضرور کرنا چاہئے کہ انسانوں کو اپنے اعمال کے مطابق جزا دینے والا ایک دن ضرور آئے گا۔تمام مذاہب یہ اعلان کرتے ہیں کہ موت کے بعد پیش آنے والی زندگی اہم ہے۔یہ دنیا عمل کی جگہ ہے۔زندگی کا اجرا اگلی دنیا میں ہی ملے گا۔زندگی کا سفر موت کے ساتھ ختم نہیں ہوتا۔آخرت میں وہ دائمی طور پر چلتا رہے گا۔موت صرف زندگی کے تبدیلی کا مرحلہ ہے۔آخرت نہ ہوتی تو اچھے اور برے لوگ مرنے کے بعد مٹی کے حوالے ہوجاتے اور ہر قسم کے لوگوں کا انجام ایک ہی ہوجاتا۔اگر موت کے ساتھ سب کچھ ختم ہوجائے تو اصولوں کے لئے دی جانے والی قربانی بے معنی ہوکر رہ جائیگی۔ بہادر ہستیوں کا ایثار بھی بڑی خطا ثابت ہوگی۔اصولوں کے لئے اپنی جان نثار کرنے والے سربراہوں کو فتح یاب مانا جاتا ہے۔آخرت کی حقیقت ہی انہیں نیک کاموں کی ترغیب دیتی ہے۔آخرت کو نظر انداز کرنے والے مستقبل میں ناکامیاب ہوں گے۔

اس لئے موت کے بعد آنے والی زندگی پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے، اور اسکی کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔آخرت کو نظر انداز کریں تو انسان میں خودسری پیدا ہوگی۔من مانی کرنے سے انسان نیکی بدی، انصاف اور ناانصافی، تربیت اور بے تربیتی کے حدود کی پرواہ نہیں کرتا۔تب اس کی زندگی بے لگام ہوجاتی ہے۔وہ بنا بریک کی گاڑی

کے مانند ہوجاتی ہے۔تب بھلائی اور برائی میں فرق ہی نظر نہیں آتا۔

چندلوگوں کا خیال ہے کہ انسان مرکر مٹی ہوجانے کے بعد اس کا دوبارہ زندہ ہونا ناممکن ہے۔لیکن کوئی بھی کام خدا کی طاقت سے باہر نہیں۔ہم جانتے ہیں کہ انسان کی پیدائش منی کے ایک قطرہ سے ہوئی ہے۔موجودہ زندگی سے پہلے ہمارا وجود ہی نہیں تھا۔ہر شخص یہ حقیقت جانتا ہے۔جب عدم موجودگی سے خدا نے ہمیں وجود میں لایا ہے تو یہ سوچنا غلط ہوگا کہ وہ آخرت میں ہم کو دوبارہ پیدا نہیں کرے گا۔یہ تصور ٹھیک نہیں ہے کہ ایک انجن تیار کرنے اولا ماہر دوسری بار اسکو نہیں بنا سکے گا۔اپنے وجود کے متعلق غور کرنا انسان کا اہم فریضہ ہے۔ایک زمانہ تھا جب انسان اندھیرے میں گھرا ہوا تھا اس کا نام ونشان نہیں تھا۔خدا نے ہی اس کو وجود میں لایا۔اس طرح جس قیامت کا اب وجود نہیں ہے وہ ایک دن ہو کر رہے گی۔انسان کو بے مقصد نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ایک دن اس کا امتحان لیا جائے گا۔خدا نے اسے سننے کی اور دیکھنے کی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔انجن بنانے والے اس انجن کے ساتھ اس کو چلانے کے طریقے اور دیگر معلومات کی کتاب بھی فراہم کرتے ہیں خدا نے پیغمبروں،نبیوں اور مقدس کتابوں کے ذریعہ اس کی بہبودی کے ہداتیں فراہم کی ہیں۔اسے شکر گذار ہونا یا ناشکر ہونا،خدا ان باتوں سے بے نیاز ہے۔شکر مند انسان کا فرض ہے کہ وہ خدا کا حق بھی ادا کرے اور بندوں کا حق بھی پورا کرے۔شکر گذاری کا دوسرا نمونہ یہ ہے کہ انسان خدا کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں کو مناسب طریقہ سے استعمال کرے۔اور خدا کی ہدایتوں پر عمل کرے۔ماں کے شکم میں رہنے والے بچے سے اگر یہ کہا جائے کہ تم ایک دن یہاں سے باہر کی دنیا میں جاؤ گے تو وہاں وسیع زمین،آسمان،سمندر

چاند،سورج،تارے،ریل گاڑی،طیارہ اور موٹر گاڑیوں کو دیکھو گے تو جس طرح اس بچے کو یقین نہیں ہوگا اسی طرح آج انسان کو جنت وجہنم کے وجود کے بارے میں قیامت کے آنے کے بارے میں یقین کرنا آسان نہیں۔آج انسان اس دنیا کی گود میں پل رہا ہے۔جس طرح بچہ ماں کی کوکھ سے باہر آنے پر اس دنیا کو دیکھتا ہے۔اسی طرح انسان مرنے کے بعد آخرت کو دیکھے گا۔وہاں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس کتنی دولت تھی؟تم کتنے بڑے مالدار تھے؟مگر یہ پوچھا جائے گا کہ تمہارے اعمال کیسے تھے؟اچھے یا برے۔خدا کے بندے بن کر اس کا حکم مانتے تھے یا اس کی مخالفت کرتے تھے؟خدا کے خلاف بغاوت کرتے تھے؟اگر خدا انسانوں کو ان کے ظلم زبردستی کی فوری سزا دے دیتا تو دنیا میں کوئی زندہ نہیں بچتا تھا۔مگر وہ سب کو ایک مقررہ مدت تک سدھرنے کا موقع دیتا ہے۔اور جب وہ گھڑی آجاتی ہے تو وہ ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں کرتی۔انسان کے مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق اگر شک ہو تو خدا ہم کو منی سے منجمد خون اور گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کرنے کی بات کو یاد کرنا چاہئے۔اس کی ایک اور مثال،ہم زمین کو دیکھتے ہیں جب وہ خشک ہوتی ہے اور اس پر بارش برستی ہے تو یکایک اس میں جان آجاتی ہے اور مختلف النوع دلکش پیڑ پودے پھل پھول اگانے لگتی ہے۔یہ ماجرا ہم اپنی آنکھوں سے بار ہا دیکھتے ہیں۔پھر مرنے کے بعد انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے والی حقیقت پر لوگ تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔لوگ سمجھتے ہیں کہ زندگی تو صرف دنیاوی زندگی ہے۔ہم یہاں مرجاتے ہیں۔مرنے کے بعد جب جسم خاک بن جاتا ہے تو دوبارہ ہم کو زندہ کرنا ناممکن ہے۔لیکن خدا کے لئے کوئی بھی کام ناممکن

نہیں ہے۔ یہ دنیا بڑی عجیب ہے۔ زندگی کا کارواں مسلسل اپنی منزل کی طرف گامزن ہے قافلے خدا کی طرف چلے جاتے ہیں، انہیں جانا ہی ہے۔

ہم یہاں بسنے کے لئے نہیں آئے۔ جب تک اس دنیا میں رہیں گے کس طرح کی زندگی گذارتے ہیں اس کا حساب کتاب ہمیں خدا کو دینا ہوگا۔ دنیا میں تمہیں جو سکھ چین ملا ہے اس درمیان اپنے آقا کو بھی یاد کرلیا کرو۔ اپنی دولت میں سے راہ خدا میں کتنا خرچ کیا ہے۔ غریبوں مسکینوں میں کتنا خرچ کیا ہے اس کا حساب پوچھا جائے گا۔ انسان کے مرنے کے بعد تین چیزیں اس کے ساتھ قبرستان تک جاتے ہیں ان میں سے دو واپس لوٹ آتے ہیں اور ایک اس کے ساتھ جاتی ہے۔ لوٹنے والی چیزیں اس کی دولت اور اولاد ہے اس کے ساتھ جانے والی چیز اس کے اعمال ہیں۔ یکے بعد دیگرے ہم قبرستان کی طرف چلے جارہے ہیں۔ موت ہمارے انتظار میں ہے۔ قبر ہماری آخری منزل ہے اور خدا کے حکم کے مطابق دوبارہ زندہ ہونے تک ہم کو وہیں رہنا ہوگا۔

قیامت

دنیا کے سارے مذاہب یہ اعلان کرتے ہیں کہ ایک دن اس دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا۔ سائنسی تحقیق بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ مذہبی خیالات سائنٹفک نظریہ کے خلاف نہیں ہیں۔ قیامت کے آنے پر اس دنیا کے تمام معاملے ختم ہوجائیں گے۔ ساری زمین یکساں بنادی جائے گی۔ آدم سے لے کر آخری انسان اور قیامت تک گذرے ہوئے تمام انسانوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا۔ تب اللہ تعلیٰ سب کی زندگیوں کا محاسبہ کرے

گا۔ یہ جانچ پڑتال ہزاروں سالوں تک چلے گی۔ اس کے بعد انسانوں کے انفرادی اعمال کے مطابق جنت یا جہنم کو بھیج دیا جائے گا۔ ایمان والوں کے نیک اعمال کی جزا اور بے ایمانوں کو سزا دینے کے لئے قیامت آکر رہے گی۔

قیامت کا عذاب بہت شدید ہوگا۔ اس دن بچے کو دودھ پلاتی ہوئی ماں اپنے بچے کو بھول جائے گی۔ حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہوجائیں گے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ قیامت کے غضب سے اپنی حفاظت کرے۔ اس دن کسی کی سفارش قبول نہیں ہوگی۔ کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا کسی کی مدد بھی کارگر نہیں ہوگی۔

جنت اور جہنم

آخرت کی زندگی بے شمار برسوں کی ہے۔ روح لافانی ہے۔ آخرت میں نیک انسانوں ہمیشہ جنت کی خوشیاں پائیں گے۔ وہاں خوشی اور مسرت ہے، خوشبو ہے، دلکش باغات ہیں۔ وہاں بیماری نہیں اور نہ ہی بڑھاپا۔ وہاں لوگ ہمیشہ جوان رہیں گے۔ وہاں حادثے نہیں، موت کا ڈر نہیں۔ کسی قسم کے دکھ درد نہیں وہاں نیکو کاروں کی تمام خواہشات پورے ہوں گے۔ بہشت میں انسان جو بھی چاہے گا ملے گا۔ ان کے پیروں کے پاس دودھ شہد، اور ٹھنڈے میٹھے پانی کی نہریں بہتی رہیں گی۔ جنتیوں کو بے حد خوبصورت کومل اور حسین ساتھیاں ملیں گی۔ جنت میں بھوک پیاس کا احساس نہ ہوگا۔ مگر صرف خوشی کے لئے غذا نوش کی جائے گی۔ چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنے محلوں میں بسیرا ہوگا۔ ہیرے جواہرات جڑے گادیوں پر بیٹھے ہوئے وہ گفتگو کریں گے۔ وہ وہاں خدا کی قربت حاصل

کریں گے۔اس کی تعریف کریں گے اور ہمیشہ شکرادا کریں گے۔

بدکاروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔وہ وہاں ہمیشہ سخت عذاب میں تڑپتے رہیں گے۔ مسلسل سزا پاتے رہیں گے۔وہ مرنا چاہیں گے تو مر بھی نہیں سکیں گے۔وہاں موت نہیں ہوگی۔جہنم کی گرمی سے پیٹ کے اندرونی اعضاء پگھل جائیں گے۔کانٹوں بھرے لوہے کے گرزوں سے انہیں فرشتے مارتے رہیں گے بہت بڑے بڑے سانپ بچھو انہیں ڈسیں گے اور ڈنک مارتے رہیں گے۔خوراک کے طور پر انہیں کانٹے دئے جائیں گے وہ ان کے پیٹوں کو چیر پھاڑ دیں گے۔انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔آگ میں بھی جلایا جائے گا۔انکی جلدیں جل جانے پر پھر انہیں نئی جلد پہنائی جائے گی۔جنت پانے کے خواہش مند خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپکو نیک کاموں میں مشغول رکھیں اور دنیاوی زندگی کو برائیوں سے محفوظ کرلیں۔

دوبارہ زندگی

مرنے کے بعد آدمی اسی دنیا میں دوبارہ زندگی پاتا ہے یہ سمجھ لینا غلط خیالی ہے۔انبیاء علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعلیمات میں ہو یا ان پر نازل کی ہوئی آسمانی صحیفوں میں ہو یہ بات کہیں بھی پائی نہیں جاتی۔نہ ہی ہندو دھرم کے ویدوں میں کہیں اس کا ذکر ملتا ہے انسان دکھ سکھ جھیلنے کے لئے وقتاً فوقتاً اس دنیا میں بار بار جنم لیتا ہے یہ خیال انسانی ذہن کا صرف ایک وہم ہے۔مذہبی کتابوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

انسان کے مرنے کے بعد اسے پھر زندہ ہوکر اس دنیا میں آنا بالکل نااہلی کی بات ہے۔

اگر ایسا ہوتا تو انسان کو اعلیٰ اور ادنیٰ قسم کی زندگی اسی دنیا میں گذارنا ہوتا۔ایسی صورت میں اس کا جنت میں یا جہنم میں جانا کیسے ہوسکتا تھا؟اس کو اس کا موقع کہاں ملتا؟ گنہگاروں کو بدکاروں کو اور ظالموں کو دوزخ کا عذاب کہاں دیا جاسکتا تھا؟ اور نیکوکاروں کو جنت کی راحتیں کیسے مل سکتی تھیں؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی اپنی موت کے بعد پھر سے اس دنیا میں جنم نہیں لیتا بلکہ اس کو دوسری دنیا میں زندہ کیا جاتا ہے۔جہاں اس کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ہوتی ہے۔دنیا کے سارے مذاہب اسی بات کا اظہار کرتے ہیں۔

یہ دنیا انسان کے لئے اصلی زندگی اور ہمیشہ کی زندگی گذارنے کے لئے نہیں ہے۔ یہاں اس کی زندگی مقررہ وقت کے لئے ہے۔اس کی دائمی زندگی اس کے یہاں سے مرکر چلے جانے کے بعد آنے والی اس آخرت کی زندگی ہے۔وہاں اسکو ہمیشہ کی راحت اور قسم قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں میسر ہوں گی،دائمی عذاب ہوگا یہ دنیوی زندگی انسان کے لئے اپنی خواہش اور ارمان کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ان کو پورا کرنے کے لئے آخرت کی زندگی رکھی ہے۔خدائے تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی خواہشات ان کی آخرت کی زندگی میں پورا کرے گا۔لیکن بدکار بندوں کو وہاں کی زندگی میں سخت عذاب ہوں گے۔تو معلوم ہوا کہ اس دنیا سے پردہ پوشی کے بعد ہمیں آخرت میں پھر سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔اس دنیا کی زندگی میں ہم نے جو جو کیا تھا ان سب کا حساب لیا جائے گا۔ہر نیکی بدی تولی جائیگی اور آخر میں جزا یا سزا کا فیصلہ سنایا جائے گا۔اس کے مطابق جنت یا دوزخ میں ہمارا ٹھکانہ ہوگا۔اس بات پر ہمیں کامل یقین رکھنا چاہئے۔اسی دنیا میں بار بار زندہ ہوکر

آنے کے خیال کو دل سے نکال کر پھینک دینا چاہئے۔

انسان کا اصلی تصور

انسان کی تخلیق بڑے عجیب طریقہ سے ہو رہی ہے۔اس سے بھی زیادہ عجیب ماجرا اس دنیا میں نہیں پایا جاتا۔انسان کی پیدائش منی کے غلیظ قطرہ سے ہوتی ہے۔عورت کی کوکھ میں پہنچنے والی منی گوشت کے لوتھڑے میں تبدیل ہوتی ہے بعد میں وہ گوشت کا ٹکرا بنتی ہے۔پھر وہ ہڈی کی شکل اختیار کرتی ہے۔پھر گوشت سے ڈھانپا جاتا ہے۔بعد اسکو انسانی شکل وصورت میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

ماں کی کوکھ میں بچے کے ہاتھ پیر، کان، ناک، اور دیگر اعضاء کیسے بنتے ہیں؟ بچہ مکمل طور پر کیسے باہر آتا ہے؟ وہ پروان چڑھ کر کیسے جوان ہوتا ہے؟ یہ سب خدا کی قدرت سے ہوتا ہے مگر انسان اس حقیقت پر دھیان نہیں دیتا۔انسان پاک و صاف غذا اور پانی استعمال کرتا ہے۔مگر اس کے جسم سے خارج ہونے والی چیز بدبودار ہوتی ہے انسان کا جسم غلاظت پیدا کرنے والی مشین ہے۔انسان اس غلاظت کو اٹھائے زندگی بھر چلتا پھرتا ہے آخر کار مٹی کی نذر ہو جاتا ہے۔یہی انسان کی حقیقی حالت ہے۔اتنا ہونے پر بھی انسان اپنی اکڑ دکھاتا پھرتا ہے۔

پیدائش سے ہی انسان بے سہارا ہوتا ہے۔خدا ہی اس کے ماں باپ کے دل میں محبت پیدا کرتا ہے۔بچہ اپنی ضرورت کو ظاہر نہیں کر سکتا۔خدا ہی اس کی ضرورتوں کا احساس ماں باپ کے دلوں میں جگاتا ہے۔بچہ اپنی بیماری بیان نہیں کر سکتا۔خدا ہی ڈاکٹر کو بچے کی

بیماری کی آگہی دیتا ہے۔اس طرح ہر مرحلہ پر خدا ہی بچے کی پرورش کا خیال رکھتا ہے۔جانوروں اور پرندوں کے بچے پیدائش کے کچھ دیر بعد ہی چلنے پھرنے اور کھانے لگتے ہیں۔لیکن ایسی حالت کو پہنچنے میں انسان کو کئی سال درکار رہیں۔کمائی کرنے میں لگ جانے کے بعد انسان یہ سب باتیں بھول کر ایسا مغرور بن جاتا ہے جیسے وہ سیدھے آسمان سے اتر آیا ہو۔اپنے خالق اور پرورش کرنے والے ماں باپ کو نظر انداز کر دیتا ہے۔یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔بڑھاپے کو پہنچنے کے بعد انسان دوبارہ بے سہارا ہو جاتا ہے۔وہ دوسروں کے سہارے پر منحصر ہو جاتا ہے۔آج انسان کو اپنا پیٹ بھرنے سے مطلب ہے۔ہر دن پیٹ بھرنا اور اسے خالی کرنا ہی اس کا مقصد بن گیا ہے۔پیٹ نہ بھرا ہو تو بھی مشکل، بھرا پیٹ خالی نہ ہو تو بھی مشکل۔

خالق نے انسان کے جسم میں دو قسم کے نظام کو رکھا ہے۔ایک ظاہری یا مستوی ہے دوسرا غیر مستوی۔آنکھوں سے دیکھنا، کانوں سے سننا، منہ سے بات کرنا وغیرہ مستوی افعال ہیں۔ان سب کے پیچھے روح کارفرما ہے۔غیر مستوی کام ہے۔جب جسم روح سے الگ ہو جائے گی تب جسم کا کوئی بھی حصہ کام نہیں کرتا۔لیکن روح نظر نہیں آتی۔اسی طرح خدا ہمیں نظر نہیں آتا۔آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ روح جسم کے کس حصہ میں مرکوز ہے۔یہ کہا جا سکتا ہے کہ روح جسم کے ہر حصے میں پھیلی ہوئی ہے۔جس طرح روح جسم کے ہر حصے کو گھیری ہوئی ہے اسی طرح دنیا کی ہر شئے میں خدا کا وجود سمایا ہوا ہے۔سبھی انسان ایک ہی سر چشمہ سے پیدا ہوئے ہیں۔انکے درمیان کسی قسم کر تفریق نہیں کرنی چاہئے۔انسان کے لئے ملک اور زبان کی سرحدیں نہیں ہیں سبھی انسان خدا کی طرف سے

آئے ہیں اور خدا کی طرف ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اگر انسان اچھا کام کرنا چاہے گا تو وہ فرشتوں سے بھی بلند درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر وہ بدکار رہوگا تو زہریلے، ظالم اور خطرناک درندوں سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ اور تمام نوع انسانی کے کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔ دنیا میں ہر چیز کو روشنی میں بنایا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین تاریکیوں میں بنایا ہے۔ پہلی تاریکی اس کی ماں کی رحم، دوسری ماں کی شکم کی تیسری اس پر خیال کی ہے۔

سچ مچ انسان باطل پسند اور ناشکرا ہے۔ خدا جس کی عظمت کے لائق ہے اس عظمت کو انسان سمجھ نہیں سکا ہے۔ حقیقت میں خدا بے حد طاقتور اور قدرت والا ہے۔ اس کی پرستش کرنی چاہئے۔ نیک کام کرنا چاہئے۔ تب ہمیں دنیا میں اور آخرت میں کامیابی ملے گی۔

انسان کی بے بسی

سائنسی دور کے بہت اونچے مقام پر پہنچا ہوا انسان خود اپنی مہارت سے نہ تو ایک کوزہ بھر پانی بنا سکتا ہے نہ ہی اناج کا ایک دانہ۔ پیدائش سے ہی انسان بے بس رہتا ہے۔ خدا ہی اس کے ماں باپ کے دلوں میں محبت پیدا کر کے اس کی دیکھ بھال کرواتا ہے۔ خدا ہی اس کے خوراک کا اہتمام کرتا ہے۔ انسان کے تمام اعضاء ماں کی کوکھ میں بنتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ بے آنکھ پیدا ہوگا تو ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر اسے آنکھیں نہیں دے سکتے۔ انسان کا کاشت کاری کرنا برائے نام ہے۔ خدا ہی ہے جو زمین سے اناج اگاتا ہے۔ آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ اور زمین جو اناج اور پھل اگاتی ہے ان کو انسان نہیں پیدا

کرتا بلکہ خدا پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی انسان کی بے بسی ہے کہ اسے اپنی زندگی سے گہرا تعلق رکھنے والی بہت سی چیزوں کا علم نہیں ہے۔ اسے یہ بھی یقین نہیں کہ برسات کب اور کتنی ہوگی۔ اسے معلوم نہیں کہ اس کی بیوی کے کوکھ میں کیا ہے۔ اسے اندازہ نہیں کہ اسے کل کیا ہونے والا ہے۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کی زندگی کا خاتمہ کب اور کیسے ہوگا۔ اس لئے قیامت کے آنے کے متعلق خدا کے فیصلے پر ہی یقین رکھنا چاہئے۔

انسانی خواہشیں اور آرزوئیں

انسان بڑا لالچی ہے۔ روپیہ کمانے کے لئے وہ دن رات کوشش کرتا ہے۔ اگر اسے سونے کا ایک یا دو جنگل بھی مل جائیں تو وہ سونے کے تیسرے جنگل کے لئے کوشش کرتا ہے۔ دھن، دولت اور دنیا میں شان و شوکت کے لئے وہ دعائیں مانگنے سے کبھی نہیں تھکتا۔ مگر جب کوئی مصیبت پیش آجائے تو خدا کے کرم سے مایوس ہو جاتا ہے۔ یہی انسان کی کمزوری ہے۔ انسان ہمیشہ تندرست رہنا چاہتا ہے۔ مگر بیماریاں آ ہی جاتی ہیں۔ انسان ہمیشہ جوان رہنا چاہتا ہے مگر بڑھاپا آ ہی جاتا ہے۔ انسان ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے مگر موت آ ہی جاتی ہے۔ اس لئے موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کر لینی چاہئے یعنی خدا کی عبادت اور نیک کام کرنا چاہئے۔

بری چیزیں بہت دلکش نظر آتی ہیں۔ ان پر توجہ نہ دے کر اپنے دل و دماغ کو قابو میں رکھنا چاہئے، اسی میں انسان کی آزمائش ہوتی ہے۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حقیقت پر غور کرے۔ بیوی، بچے، سونے چاندی کے خزانے، اچھی سواریاں، زمین، عالی

شان عمارتیں اورعیش وآرام کی چیزوں کی محبت انسان کے لئے خوشنما بنائے گئے ہیں۔یہ سب صرف دنیاوی زندگی کے آسائش ہیں۔مگر بہترین صلہ اورانجام تو اللہ کے پاس ہے۔

دنیاوی چیزوں کی خواہشیں ہی دکھ کا باعث ہیں۔تکلیف سمجھ کر نیک کام کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے۔کیونکہ تکلیف جلد ختم ہو جائے گی مگر نیکی قائم رہے گی۔لذت کے واسطے گناہ مت کرو،کیونکہ لذت چلی جائے گی مگر گناہ باقی رہ جائے گا۔دوسروں سے مانگنا شرم کی بات ہے۔لیکن خدا سے جتنا بھی مانگوتو وہ بیزار نہ ہوگا۔ہم جتنی بھی التجائیں کریں گے وہ اتنا ہی خوش ہوگا۔ایسا کرنے سے انسان کی کوئی بے عزتی نہیں ہوگی۔خدا کو وہ لوگ پسندنہیں جواس سے مانگتے ہیں۔ہم سے بہتر لوگوں کو دیکھ کر ہم اداس ہو جاتے ہیں۔اور اللہ نے جوآسائشیں ہمیں عطا کی ہیں ان کو نظرانداز کر کے ناشکرے ہو جاتے ہیں۔اللہ ناشکری کو پسند نہیں کرتا۔اس وجہ سے وہ سہولتیں جو ہمیں دی ہیں انہیں گھٹا دینے کے امکانات بھی ہوسکتے ہیں۔ہم سے کم تر لوگوں کو دیکھنے سے ہماری اداسی کم ہوسکتی ہے اور ہمارے دلوں میں خدا کی دی ہوئی سہولتوں کیلئے شکر گذاری کا احساس پیدا ہوگا۔خدا شکر گذاروں کو پسند کرتا ہے۔اوروہ آپ کی آسائشوں کواور بڑھاتا ہے۔

گناہوں کا حل

اگرانسان نے گناہ کیا ہوتو اسے چاہئے کہ توبہ کرے،اللہ سے معافی مانگے۔اورمضبوط ارادہ نہ کرنے کا کرلے،پھرایسا گناہ نہ کرے۔تب اسے خدا معاف کرے گا۔اگرہم سے کسی کوناانصافی ہوئی ہوتواس ناانصافی کودرست کرنے کی کوشش کرے اورجس کوناانصافی

ہوئی ہواس سے معافی مانگے۔اگروہ شخص مرچکا ہوتواس کے وارث کی معقول مدد کریں۔

خدا کا خوف رکھنے والا خوش نصیب ہوتا ہے۔خدا پچھتانے والوں سے محبت کرتا ہے۔متقی پرہیزگار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ہرروزسونے سے پہلے ہم پچھلی غلطیوں کا خود جائزہ لینا چاہئے،اوران غلطیوں کے لئے خدا سے معافی مانگنا چاہئے اور چوکنا رہنا چاہئے کہ دوبارہ ویسی غلطی نہ ہو۔اس سے انسان کوراہ راست پر چلنے میں مدد ملے گی۔ہم ہرروز لوگوں کی موت کی خبر سنتے ہیں۔اخباروں میں پڑھتے ہیں۔کئی بارہم انکی تجہیز وتکفین کے رسومات میں شامل ہوتے ہیں۔پھربھی ہم اس حقیقت کونہیں سمجھتے کہ ہمیں بھی ایک دن مرنا ہے۔

اگرانسان ہردن یہ یاد کرتا رہے کہ اسے بھی ایک دن مرنا ہےتو اس سے برے کام سرزدنہیں ہوتے اورراہ راست پر چلنے میں یہ احساس مددگار ثابت ہوگا۔

نادانی کی وجہ سے ہونے والی بدکاریوں پر پچھتا کرفوراً توبہ کرکے راہ راست پرلوٹ آنے والوں کے گناہوں کو خدا بخش دیتا ہے۔وہ ایسوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔خدا وسیع العلم اوربڑا حکمت والا ہے۔لیکن گناہ کرتے ہی جانے والے موت کے قریب آنے پر میں اب توبہ کرتا ہوں کہنے والوں کے گناہ بخشے نہیں جاتے۔بے ایمان ہوکرمرنے والوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی انہیں دردناک سزادی جائے گی۔

دینی اوراخلاقی تعلیم کی ضرورت

عام طور پر آج کی دنیا میں لوگ خالق کے اور زندگی کے مقصد کے بارے میں مناسب تصور نہیں رکھتے، وہ کسی بھی مثالی مقصد کے بغیر ہی جی رہے ہیں۔تعلیمی نظام میں دینی اور اخلاقی تعلیم کی گنجائش کا نہ ہونا اس کی وجہ ہے اس لئے سماج میں ناانصافی، دھوکہ، رشوت خوری اور بداخلاقیوں کا بول بالا ہے۔نوجوان طبقہ خدا کی، استادوں کی، بزرگوں کی، اور والدین کی قدر نہیں کرتے۔ وہ ماں باپ کو ستاتے ہیں اور انہیں تکلیف دیتے ہیں۔ان کی رہنمائی اور دعاؤں کی پرواہ نہیں کرتے۔ ہر جگہ خود غرض لوگ نظر آتے ہیں۔

ایثار وقربانی کے جذبے کم ہوگئے ہیں۔ لوگ جوا بازی، زنا، نشیلی چیزوں کا استعمال وغیرہ بری عادتوں کا شکار ہوکر دل کا سکون کھو بیٹھتے ہیں۔ ہر طرف معصوموں کی آہ و پکار سنائی دیتی ہے۔

آج بہت سے ڈگریاں حاصل کرکے اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگ اپنے خالق کے بارے میں لاعلم نظر آتے ہیں۔ ایسوں کے لئے موت کے بعد دوزخ ہی دائمی رہائش گاہ ہوگی۔جانور بھی اپنے آقاؤں کو پہچانتے ہیں۔ چرنے کے لئے جنگل بیابان کو جانے والے جانور شام کو گھر لوٹتے ہیں۔مرغیاں اپنی غذا تلاش کرتے ہوئے گلی کوچوں میں چرتے ہیں، مگر جب انڈے دینے کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے مالکوں کے گھر لوٹ کر ہی وہاں انڈے دیتی ہیں۔لیکن انسان کا اپنے مالک کو سمجھے بغیر زندگی بِتانا بڑے افسوس کی

بات ہے۔

لوگ اخلاقی اور دینی باتوں کو سننا بھی نہیں چاہتے۔عمل تو دور کی بات ہے۔دین دھرم کے نام پر فساد کرنے اور لوٹ مار کرنے سے نہیں جھجکتے۔یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔کوئی بھی مذہب ظلم کرنے کی ترغیب نہیں دیتا۔تمام مذاہب برادری، یکجہتی، دوسرے مذاہب کا احترام کرنا، یاہمیں مدد، ایثار کی ہدایت دیتے ہیں۔لوگوں میں حقیقی دینی احساس جگانا آج کے سماج میں ضروری ہے۔

بچوں کو دینی اور اخلاقی تعلیم دلوانا، انصاف اور دوسرے سبھی مذہب والوں سے اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرنا ضروری ہے۔اس موضوع کو تعلیمی پروگرام میں شامل کرنا ہوگا۔اس کے اثر سے بچے اپنے ماں باپ کی ضعیفی حالت میں ان کی خدمت کریں گے اور خود بھی آرام کی زندگی بسر کریں گے۔

والدین کے ساتھ خوش اخلاقی کا سلوک کرنا چاہئے۔اگر وہ ضعیف ہیں تو ان کے خلاف کچھ نہ کہنا اور ان کی توہین نہیں کرنا چاہئے۔اور خدا سے دعا مانگنا چاہئے یارب جس طرح بچپن میں انہوں نے پیار محبت سے مجھے پالا پوسا، اسی طرح ان پر بھی کرم فرما۔

آج جب اخلاقی تنزل نچلی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ایسی دنیا میں جینے والے لوگ دن بہ دن بڑھتی ہوئی برائیوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ ہر طرح کی بداخلاقی اور خلاف معمول رویہ پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہئے۔سماج سدھارک اصلاحی انجمنوں اور روحانی رہنماؤں کو اس معاملے میں نہایت دلچسپی لے کر، لوگوں کو تعمیری راہ دکھانا چاہئے۔دینی کام کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔وہ زندگی کا بڑا اسنجیدہ معاملہ ہے۔اس کے صحیح یا غلط اقدام پر

دنیاوی زندگی میں کامیابی اور آخرت میں نجات منحصر ہے۔ لیکن جتنی ہوشیاری انسان اپنی رفیق حیات کے انتخاب کے بارے میں برتتا ہے اتنی دلچسپی وہ مذہب کے انتخاب میں ظاہر نہیں کرتا۔ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔

تمام مسائل کا حل

سنہ 1978 میں بنگلور ٹاؤن ہال میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا تھا اس کا موضوع تھا ملک کے مسائل کا حل۔ اس سیمنار میں تمام مذاہب کے رہنما اور سبھی سیاسی پارٹیوں کے لیڈر شامل تھے۔ ان سب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریباً چار گھنٹے طویل بحث ومباحثے میں سینکڑوں سامعین نے حصہ لیا۔ آخر میں متفقہ رائے سے یہ تجویز منظور ہوئی کہ **اگر لوگوں میں خدا کا خوف اور بندگی کا شعور جگایا جائے تو ہم ہر مسئلے کا حل پاسکتے ہیں۔**

اگر ایک مجرم یہ یقین کرلے کہ خدا اس کے جرائم دیکھ رہا ہے اور وہ اسے سزا دے گا، تو وہ اپنے آپ کو جرم کرنے سے روک لے گا۔ اسی طرح ایک رشوت خور، رشوت لینے سے، کالے دھندے والا اپنے کالے کرتوتوں سے، چور چوری سے، دھوکا باز دھوکہ بازی سے زانی زنا سے اور بدکار بدکاری سے باز آجائیں تو یقیناً معاشرے کے تمام مسائل کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس لئے لوگوں میں خدا کا خوف پیدا کرنے کے لئے تمام مذہبی رہنما اور سماجی مفکرین کا بڑے پیمانے پر تحریک چلانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہمارے سبھی مسائل کو خدا کے سپرد کردیں تو ہم کو دلی اطمینان ملے گا۔ ورنہ دل پر بار پڑے گا اور دل کی بیماری کا باعث

بنے گا۔

چند لوگوں کا خیال ہے کہ بداخلاقی سے بھرے ہوئے ماحول میں دوسرے لوگ زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ لیکن جب ہر کوئی انفرادی طور پر اخلاقی راہ اختیار کرے تو رفتہ رفتہ بداخلاقی اپنے آپ دور ہوجائے گی۔

عارضی زندگی

دنیا کے تمام مذاہب اعلان کرتے ہیں کہ انسان کی دنیاوی زندگی چند روزہ ہے۔ اس نظریہ کو چشم دید ثبوت اور تجربے کی روشنی میں کس طرح سمجھا جاسکتا ہے۔؟ کیا یہ سچ ہے؟ اگر یہ سچ ہے تو اس کو کیسے سمجھا جائے؟ ایسے کئی شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ہم اپنی موجودہ زندگی کے بیتے ہوئے برسوں میں ہم بچے تھے۔ کل پرسوں سکول جاتے تھے۔ کل پرسوں نوکری کررہے تھے۔ اس طرح ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کے تمام واقعات کے برسوں گذرے ہوئے تھے۔ اسی طرح چشم دید طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ دنیاوی زندگی عارضی ہے ہماری زندگی پانی کے بلبلے کی طرح ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کب ختم ہوجائے گی۔ اس کو اپنی تاریخ پیدائش معلوم ہے۔ مگر موت کی تاریخ کسی کو معلوم نہیں۔

آج انسان مستقبل کے چند سالوں کے متعلق پروگرام تیار کرتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اگلے پل میں کیا ہوگا۔ دنیا کی ہر چیز کی گیارنٹی دی جاتی ہے۔ مگر انسان کی زندگی کی ایک لمحہ بھی گیارنٹی نہیں ہے۔ آج ایک بنگلے میں اپنی خوب صورت بیوی کے ساتھ سویا ہوا شخص کا قبر کے گڑھے میں سوجانا ممکن ہے۔

یہ دنیاوی زندگی بھی صرف ایک تفریح اور کھیل بنی ہے اور حقیقی زندگی کا گھر آخرت کا گھر ہے۔

غلط فہمیاں

خیال کیا جاتا ہے کہ سب انسان یکساں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ خیال سماج میں گڑ بڑ کا ماحول پیدا کر رہا ہے۔ غریبوں کے پیدا ہونے والوں کو سہولتیں نہیں ملتیں۔ بلکہ بہت ساری بے سہولتیں ہی ہوتی ہیں۔ امیروں کے گھر پیدا ہونے والوں کو بہت ساری سہولتیں ملتی ہیں ۔لیکن یہ سمجھا جاتا ہے کہ سب انسان پیدائش سے یکساں ہوا کرتے ہیں۔

یہ خیال خام ہے۔ چند لوگ امیر ہیں۔ چند غریب ہیں۔ کوئی تعلیم یافتہ ہے، کوئی غیر تعلیم یافتہ کسی کو بہت ساری سہولتیں میسر ہیں کسی کو کوئی بھی سہولت نہیں۔ مرد اور عورت یکساں نہیں ہیں۔ بینا اور نابینا یکساں نہیں ہیں۔ لوگوں کے میدان عمل الگ الگ ہیں۔ مگر قانون کی نظر میں سب کو بِنا تعصب یکساں سمجھا جاتا ہے۔

اگر سب انسان یکساں ہوتے، یعنی دولت مند ہوتے تو اس دنیا کا نظام ٹھیک طور سے نہیں چل سکتا تھا۔ خدا نے امیر غریب دونوں کو پیدا کیا ہے۔ غریب لوگ غربت میں جکڑے ہوئے کٹھن کام کرتے ہیں اس طرح قدرت میں سب یکساں نہیں ہیں۔ خدا بڑا حکیم وعلیم ہے۔ سب یکساں ہیں۔ ہم کسی سے کم نہیں۔ وغیرہ دعوے انسانی معاشرے میں تصادم اور بدامنی کا ماحول پیدا کرنے کی وجہ بنتے ہیں۔

خدا نے سب کے لئے مختلف میدان عمل بنائے ہیں۔ اور ترقی کی راہیں دکھائے ہیں۔

خدا نے ہمیں جو سہولتیں دی ہیں انہیں سے ہم ترقی اور تسکین حاصل کر سکتے ہیں۔ بے اطمینانی انسان کو بربادی کی طرف لے جائے گی۔

حقوق العباد/ہم پر بندوں کے حقوق

ہم پر کئی لوگوں کے حقوق ہیں۔ انہیں پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہماری عمر بہت سال ہوتی ہے۔ ہم یوں ہی بڑے نہیں ہوئے۔ ہمیں اس عمر تک پہنچنے میں کتنے ہی لوگوں نے ہماری مدد کی ہے۔ خدا ہی نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔ لہذا ہم ہر دن اس کی عبادت کر کے اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ کا حق ہم پر زیادہ ہے۔

خدا کے انبیاء اور پیغمبروں نے انسانوں کو خدا کے متعلق، دینی علم، اخلاقی قدریں اور زندگی کے متعلق ہدایت دے کر انہیں راہ راست کی طرف مدعو کیا۔ ورنہ انسان اندھیرے میں رہتا۔ ان سب کی ہدایتوں کی بدولت ہی دنیا میں اخلاقی قدریں باقی ہیں اس لئے ان کی عزت کرنی چاہئے اور ان کی نصیحتوں پر عمل کرنا چاہئے۔

(ا) ماں باپ کے حقوق:

چھوٹے بچوں کو کتنی تکلیف سہہ کر، پیار سے بڑی حفاظت کرتے ہوئے پالا پوسا جاتا ہے یہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہماری ماں بھی ہمیں بچپن میں پال پوس کر بڑا کیا ہوگا اس کا خیال کئے بغیر ماں کے ساتھ بے عزتی سے پیش آتے ہیں یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔

ہم جس زمین پر آباد ہیں اس کا ۷۵ (٪) فیصد حصہ پانی سے امرت بنا ہوا ہے۔ اسی

طرح ہر انسان کی زندگی کا ۷۵ (٪) فیصد ماں کی ممتا سے بھری ہے۔ انسان کو اس کا احساس ہونا چاہیئے۔

ہم پر ان دونوں کے بے حساب حقوق ہیں۔ ہماری ماں نے ہمیں نو مہینے اپنے پیٹ میں پالا۔ بہت سا درد سہا، ہم کو جنم دیا۔ ہم بالکل بے سہارا تھے۔ انہوں نے ہم کو پیار سے پالا پوسا، ہمیں اپنا دودھ پلا کر بڑا کیا رات کی نیند اور دن کا چین ہماری خاطر قربان کر دیا۔ ہمیں کچھ معلوم نہ تھا۔ انہوں نے ہمیں پیار محبت سے سب کچھ سکھایا۔ ہم کو ستانے والی معمولی بیماریوں سے وہ بے چین ہو جاتی تھیں۔ جو پیار انہوں نے ہم کو دیا وہ ہم کہیں اور نہیں پاتے۔

ماں اپنے بچے کا پیشاب اور فضلہ صاف کر کے کتنے پیار سے اس کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ لیکن بچے بڑے ہونے کے بعد ماں کو بھول جاتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہم پر والد کے احسانات بھی بے شمار ہیں۔ انہیں کی وجہ سے ہم پیدا ہوئے۔ ہماری دیکھ بھال میں وہ بھی حصہ دار ہیں۔ اپنی محنت کی کمائی کو انہوں نے ہم پر خرچ کیا۔ اچھے لباس پہنائے، ہمارے لئے پھل، میوہ مٹھائی اور کھلونے خرید کر لائے۔ ہماری بھلائی اور ترقی کے لئے وہ ہمیشہ اچھی تجویزیں کرتے رہے۔ پیار محبت سے ہم کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ ہماری دنیاوی واخروی بہتری کے لئے وہ ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم پورے ارادے سے ان کی عزت کریں۔ ان سے والہانہ سلوک کریں۔ کوئی ایسا کام یا ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے ان کا دل آزردہ ہو۔ خوشی خوشی ان کی باتوں کو سنیں اور ان پر عمل کریں۔ ہر طریقہ سے ان کی خدمت کریں۔

(۲) استادوں کے حقوق

ہم بے علم تھے۔ انہوں نے ہمیں پڑھنا لکھنا سکھایا۔ ہمیں عالم بنایا۔ ہماری زندگی کو سنوارا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ دل و جان سے ان کی عزت کریں اور ان کی ہدایتوں پر چلیں۔

(۳) بھائی بہنوں کے حقوق

ہم پر بڑے چھوٹے بھائی بہنوں کے حقوق ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ایک ہی گھر میں پروان چڑھے۔ ساتھ مل کر کھائے پیئے۔ کھیلے کودے، پیار محبت کی باتیں کیں۔ بڑے بھائی بہنوں نے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا، اپنی گود میں بٹھا کر کھلایا۔ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کی معصوم باتوں کو سن کر ہم خوش ہوتے۔ ان سب کے لئے ہمارے دل میں پیار ہے۔

بڑے بھائی کا مقام باپ کے برابر اور بڑی بہن کا درجہ ماں کے برابر ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں کے حقوق ہمارے والدین کے حقوق کے برابر ہیں۔ اس لئے ہم کو ان کے ساتھ پیار و محبت کا سلوک کرنا چاہیئے۔

مسلسل اثر انداز کارنامے

ہماری زندگی تیز رفتاری سے گذر رہی ہے۔ موت کسی بھی گھڑی آ سکتی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ جو وقت اس کو ملا ہے اس کو مناسب طریقے سے استعمال کر کے خدا کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے عمل پیرا ہو جائے۔ اگر ہم نیک کام کریں گے تو ان کا

ثواب ہمیں مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔مثلاً سکول قائم کرنا۔کنواں کھدوانا، پانی کی نہر بنوانا وغیرہ۔اگر ہم سکول قائم کریں گے اس میں سینکڑوں بچے تعلیم حاصل کریں گے۔ مستقبل میں ان بچوں سے ہونے والے نیک کاموں سے ہم کو ثواب ملے گا۔اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اس طرح اگر برے کام کریں گے تو ان کا برا اثر مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔مثلاً شراب کا دھندہ، جوا بازی، اور دیگر بد اخلاق کارنامے۔ان برے کاموں سے جتنے لوگ خراب ہوتے ہیں اور وہ جتنے برے کام کریں گے ان کا مجموعی گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے برے کام شروع کئے تھے۔اس کا انجام بھی قیامت تک جاری رہے گا۔ان گناہوں کے مرتکب کو انفرادی طور پر جہنم کی سزا بھگتنی ہوگی۔

نفرت پر قابو پانا

آئے دن انسانوں میں نفرت کا جذبہ بڑھتا جا رہا ہے۔یہ ایک دنیاوی مرض بن گیا ہے۔ بیٹا باپ کا قتل کرنا، باپ بیٹے کا، بھائی اپنے بھائی کا، بیوی شوہر کا اور رشتہ داروں میں ایک دوسرے کا قتل کرنا آج سماج میں معمول بن گیا ہے۔

مفاد پرست لوگ اپنے ذاتی مفاد کے لئے ملکی، علاقائی، انسان ذات پات اور سیاسی مقصد کے لئے لوگوں میں نفرت کی چنگاری سلگا کر اور لوٹ مار کا بازار گرم رکھتے ہیں۔بے گناہوں کا قتل ہوتا ہے۔گھروں کو جلا دیا جاتا ہے۔جھوپڑ پٹی باسیوں کی جھوپڑیوں کو آگ لگا کر غریبوں کو اور بھی زیادہ مصیبتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔سائنٹفک ترقی کے اونچے

مقام پر پہنچے ہوئے انسان آج اخلاقی طور پر تنزل کی طرف گامزن ہے۔خدا کے خوف اور بندگی سے غافل ہونا اور ایک دن اپنے عمل کا حساب دینے کے متعلق عقیدہ کا نہ ہونا اس صورتحال کی وجہ ہے۔

کوئی بھی نوزائیدہ بچہ اپنی مرضی سے ماں باپ، ملک، ذات پات یا مذہب کا انتخاب نہیں کر سکتا۔وجہ یہ ہے کہ بچہ اپنے والدین کی نگرانی اور ماحول میں پلتا ہے۔سبھی انسان خدا کی طرف سے آتے ہیں اور سب کو خدا کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے۔اس حقیقت کے مدنظر ملک، زبان اور مذہب کے متعلق تعصب برتنا، منصفانہ سلوک نہیں کیا جاتا۔زمین آسمان اور سمندروں میں رہنے والی بے شمار چیزیں خدا کے اختیار میں ہیں۔لوگ اپنے اپنے میدان عمل میں محنت کر کے زندگی گذارتے ہیں۔اس لئے نفرت کی کوئی وجہ ہی نہیں لیکن انسان بد ذہنیت، ضد اور بد خیالی کے باعث اپنی خود غرضی کے لئے نفرت کے بیج بوتا ہیں۔نفرت آگ کی طرح تیزی سے پھیل رہی ہے۔ہزاروں معصوموں کی جان و مال کو تباہ کر رہی ہے۔ان پر قابو پانے کے لئے لوگوں میں اخلاقی جذبے کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔اس کے لئے بڑی محنت کرنی ہے۔

بدلہ لینے والا اپنے دشمن کے برابر ہوتا ہے۔مگر بدلہ نہ لینے والا بہتر انسان ہے۔کسی وجہ سے دوسروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔جب خدا ہی سب کو پیدا کر کے ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے تو اوروں کو حقیر سمجھنے کا حق کسی کو بھی نہیں پہنچتا۔

جب لوگ ہماری بھلائی کرتے ہیں تو اس کا مقابلہ کرنا آسان ہے۔ہماری برائی کرنے والوں سے بھلائی کرنا دشوار ہے۔لیکن ویسا کرنے والا بہتر انسان ہے۔

نیک کاموں میں تعاون کرنا چاہئے۔ برے کاموں میں تعاون نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں یاد رکھنا ہوگا کہ خدا ہمارے دلوں کے راز جانتا ہے۔ جب ہم دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو اس کے عوض ہمیں نقصان اور مشکلیں پیش آتی ہیں۔مگر انسان یہ سمجھتا نہیں کہ اسے اپنے کئے کے بدلے میں مصیبتیں آتی ہیں۔اگر موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ناانصافی سے دور رہا جا سکتا ہے۔اور راہ راست پر چلنا ممکن ہوگا۔سبھی انسان اس دنیا میں خالی ہاتھ آئے ہیں اور ایک دن انہیں اس دنیا سے خالی ہاتھ ہی جانا ہے۔کوئی بھی اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لے جائے گا۔اگر انسان اس حقیقت کو سنجیدگی سے سمجھنے کی کوشش کرے تو سماج میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

ہم سب مختلف مذاہوں کے باوجود ایک اللہ کی مخلوق ہیں۔اگر ہم اس خیال کو بڑھائیں گے تو نفرت ختم ہوسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بے حسین اور دلکش بنایا ہے۔جیسے سورج ،چاند، زمین، آسمان، پہاڑ، آبشار، مختلف پھلوں، مختلف حیوانات و نباتات اور بھی بے شمار چیزوں کو پیدا کیا۔ان چیزوں کو دیکھنے سے انسانوں کے آنکھوں اور دل و دماغ کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔یہ سب چھوڑ کر انسان فسادات میں پڑا ہوا ہے۔بڑے افسوس کی بات ہے۔انسان نے آسمان میں اڑنا سیکھا، پانی میں تیرنا سیکھا لیکن ابھی زمین پر چلنا نہیں سیکھا ۔سب انسانوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔اگر یہ خیال آجائے تو نفرت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔اگر ہم زمین پر رہنے والوں پر رحم کریں گے تو اللہ ہم پر بھی رحم کرے گا۔ہم اگر کسی کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے ضمیر کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ایسا ہوکر ہمارا ضمیر ہمیں ہمیشہ کچوکے لگاتا رہے گا۔گناہ کا احساس ستاتا رہے گا۔ایسا ہوکرنا

انصافی کرنے والا شخص مطمئن نہیں رہ سکے گا۔

لافانی زندگی

انسانوں کو اس دنیا میں بھیجنے سے پہلے خدا نے آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے ارواح کو پیدا کیا پھر سب کو یکجا گیا اور ان سے سوال کیا کہ تمہارا محافظ کون ہے؟ تب سب روحوں نے جواب دیا کہ تم ہی ہمارے محافظ ہو۔پھر خدا نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔مگر یہ جاننے کے لئے کہ تمہارا قول کہاں تک سچ ہے؟ میں تمہیں ایک کے بعد ایک کو دنیا میں بھیجتا ہوں۔

اس طرح انسان دنیا میں آیا۔اس نے نو مہینے اپنے ماں کی کوکھ میں گزارے۔اب وہ دھرتی کی گود میں پل رہا ہے۔مرنے کے بعد وہ پھر ملک عدم لوٹ جائے گا۔اس طرح موت محض ایک تبدیلی کا مرحلہ ہے۔اور آخرت میں انسان کی زندگی مسلسل چلتی رہے گی۔اس لئے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کی زندگی لافانی ہے۔

جرائم پر قابو پانا

آئے دن سماج میں مجرموں کو سخت سزا دینے کے بجائے ان پر رحم کر کے انہیں سزا سے بری کیا جا رہا ہے۔ان کے جرائم سے زندگی بھر مشکلوں اور اذیتوں سے تڑپنے والے سینکڑوں معصوموں کا خیال نہیں کیا جاتا۔لیکن ایسا کرنے والے مجرم بڑی شان سے جیتے ہیں۔عورتوں پر ظلم کر کے ان کی زندگی تباہ کرنے والوں کو ثبوت نہ ہونے کے بہانے شک کی بنیاد پر بری کر دیا جاتا ہے۔مجرموں پر رحم کرنا ہی ایک جرم ہے۔ان کو سخت بے مروتی

سے سزا دینا چاہئے۔ سزائے موت کو جاری کرنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے جرم کو روکا جا سکتا ہے۔ معاشرے کی خیر چاہنے والے سربراہوں کو اس معاملے میں ضرور کوشش کرنی ہے۔

اخلاقی تنزل

آج عصمت فروشی کے لئے بھی لائسنس دیا جا رہا ہے۔ اور اس کو ایک کاروبار سمجھا جا رہا ہے۔ ۱۹۹۸ء منعقد کئے گئے آل انڈیا طوائفوں کے کانفرنس میں عصمت فروشی کو ایک پیشہ قرار دے کر اس دھندے میں شریک لوگوں کو جنسی کامگار کہہ کر انہیں سہولتیں فراہم کرنے کے لئے مرکزی حکومت کو سفارش کی گئی۔ اس معاملے کو ترقی پذیر کارنامہ تصور کیا جا رہا ہے۔ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔ کیونکہ ایڈس جیسی خطرناک بیماری کی اصل وجہ یہی ہے۔ معاشرتی اور اخلاقی قدروں سے لگاؤ رکھنے والے رہنما اور دینی رہبروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس مرض کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ انسان اخلاقی زندگی پر کاربند رہنے کے باعث اس بیماری سے دور رہ سکتے ہیں۔ لیکن حکومتیں کانڈم استعمال کرنے کے لئے لوگوں کو ابھار رہی ہیں۔ یہ زنا کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ یہ بیداری کی آڑ میں کاروباری ذہن کے ایک نقصان دہ پہلو سے ہوا ہے۔ اس لئے لوگوں کو اس بات سے آگاہی حاصل کرنا آج کی ضرورت ہے۔

اوہام پرستی اور اندھی تقلید

دنیا کے تمام مذاہب میں لوگ اندھی تقلید کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ یہ اوہام کی عملی تصویر ہے۔ لیکن کسی مذہبی کتاب میں اوہام اور اندھی تقلید کا ذکر پایا نہیں جاتا۔ پھر بھی اکثر

لوگ اپنی زندگی کے اہم کاموں میں اس طرف رجوع ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی مذہبی کتابوں سے زیادہ تر ناواقف ہیں۔ کسی مذہب میں اپنی مذہبی کتابوں کی جانکاری رکھنے والے لوگ بہت کم ہی ملیں گے۔ ان کو پتہ نہیں کہ اوہام اور ان سے نکلنے والی اندھی تقلید گناہ کے کام ہیں اور آخرت میں سخت سزا کے مستحق ہیں۔ جہاں تک ہو سکے ان سے بچنا ضروری ہے۔ لیکن آج کل لوگوں میں دینی بیداری نہیں پائی جاتی۔ لوگ رسماً چند مذہبی امور کی ادائیگی کرنے پر مجبور ہیں اور وہ کرتے بھی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اندھی تقلید چلتی رہتی ہے۔ ان اوہام کی گرفت میں آ کر چند لوگ اپنے بچوں کی قربانی دیتے ہیں۔ ایسے دردناک واقعات ہم اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ ایسی تقلید سماج سدھار اور ترقی میں مانع بنتی ہے۔ اس لئے ایسی چیزوں کو روکنا نہایت ضروری ہے۔ یہ روک تھام مذہب کے پیشواؤں کی ذمہ داری ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ان برے رسموں میں انہیں لوگوں کا ہاتھ ہے۔

آج کا تعلیم یافتہ طبقہ کسی بھی چیز کو پرکھے بغیر ہی ہر کام میں مغربی ممالک کی تقلید کر کے اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ مثلاً جینس کا لباس، مرد عورت جسم پر چپکنے والے کھردرے کپڑے سے بنے جینس کا لباس پہنتے ہیں۔ یہ بدن کے لئے نقصان دہ اور چلنے پھرنے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ ان کو پہننے سے لوگ جلد کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ پھر بھی اس قسم کے لباس کے بارے میں گرا جوئیٹ نوجوان طبقہ کا مناسب نظریہ نہ رکھنا حیرت اور افسوس ناک بات ہے۔ ہمارے لباس کا جسم کو آرام دہ اور چلنے پھرنے میں سہولت مند اور عزت بخشی ہونا ضروری ہے۔

عورتوں پر ظلم

ان دنوں عورتوں پر ہونے والے ظلم کی وارداتوں کی رپورٹیں اخبارات میں بار بار شائع ہوتی رہی ہیں۔عورتیں سنگار کر کے جسم سے چپکنے والے لباس پہن کر اپنی خوبصورتی کو عام جگہوں پر نمائش کرنا ہی اس کی اصل وجہ ہے۔ یہ ذہنی عصمت فروشی ہے۔اس سے مرد، خصوصاً نوجوان ان پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں عورتوں پر ظلم ڈھانے کی ترغیب دیتی ہیں۔

اللہ نے عورت کو حسن عطا کیا ہے اور اس کی حفاظت کا احساس بھی دیا ہے۔اور حد سے بڑھ کر جس کی نمائش ہو تو نظارہ کرنے والے مردوں سے ذہنی جرائم ہو جاتے ہیں۔ جذباتی ہو جانے پر یہ لغزش زیادتی کی وجہ بنتی ہے۔اخلاقی قدروں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ عورتیں اس بات پر توجہ دیں۔

اس خرابی کے روک تھام کے لئے عورتیں عزت والا لباس پہنیں اور عام جگہوں پر اپنے حسن کی نمائش نہ کریں۔ظاہری نمائش سے پرہیز کریں تو انشاء اللہ ایسی برائیاں نہیں پھیلیں گی۔اللہ تعلیٰ کے حکم کے مطابق انسان اگر پردے کا رواج اپنائے تو وہ اس مصیبت سے نجات پائیں گے۔

انصاف اور اخلاق کی اشاعت

آج دن رات بداخلاقی کے نمونے مسلسل طور پر مختلف ذرائع سے نشر کئے جا رہے ہیں۔مگر اچھے اعمال، انصاف اور راست بازی کا کوئی ذکر نہیں۔اس وجہ سے ہمارے سماج

میں ناانصافی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔اس کی روک تھام کرنا ہم سب کا فرض بنتا ہے۔

اپنے حلقوں میں انصاف و راست بازی کا اعلان کرنا سب کا فرض بنتا ہے۔خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کو اس متعلق نصیحت کرنا بہت ضروری ہے۔نئی نسل کو تباہی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔انصاف پسندی اور راست بازی کے نشر و اشاعت کے لئے انجمنوں اور جماعتوں کو مناسب پروگرام بنانا چاہیئے۔

خدا کو ہماری زندگی کے تفصیلات پیش کرنا ہے

زندگی کے تمام افعال کی تفصیلات کو ہم کسی شخص یا انجمن کو پیش کرتے ہیں۔ وہاں نفع اور نقصان کا محاسبہ کیا جاتا ہے۔خطاکاروں کی کاروائی کی جاتی ہے۔اسی طرح ہمارے تمام اعمال کو فرشتے لکھ لیا کرتے ہیں۔اس کا نتیجہ مرنے کے بعد معلوم ہوگا۔عموماً مرنے کے بعد پھر زندہ نہ ہونے کے خیال سے گناہ کرتے ہیں۔گنہگاروں کو جہنم میں سزا دی جائے گی۔دنیا میں ہم نے غذا، پانی اور دوسری بے شمار چیزوں کا استعمال کیا ہے ان کا حساب اور اپنے اعمال کی تفصیلات خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔قیامت کے دن خدا تمام انسانوں کی زندگی کا محاسبہ کرے گا۔اخلاقی اور ایماندارانہ زندگی گذارنے والے خدا کی عبادت کرنے والوں اور غریبوں کی مدد کرنے والوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔بداخلاقی اور گناہگار زندگی گذارے ہوئے لوگوں کو دوزخ کی سزا دی جائے گی، اور وہ وہاں ہمیشہ سزا پاتے رہیں گے۔

امن کی پاسداری

معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے پرامن ماحول بہت ضروری ہے۔ اگر شہر کے کسی ایک حصہ میں فساد اور ظلم ہو رہا ہو تو خوف کا ماحول سارے شہر پر مسلط ہوگا۔ اس کے نتیجے میں اسکول کالج بند کئے جاتے ہیں۔ زندگی کے ہر کام پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ ٹرافک بند ہو جاتی ہے۔ لوگوں کو کئی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غریب مزدور روزی کمانے والے بھوک کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بدامنی کا ماحول ترقی کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اس لئے ہر شہری کو چاہئے کہ وہ سماج میں امن کا پالن کرے اور اسے اپنا فرض سمجھ کر زندگی بسر کرے۔ اس کی بدولت سماج اور ملک میں امن قائم ہوگا اور ترقی کرنے میں مدد ملے گی۔

انسان کے فرائض

خدا نے ہمیں بصیرت عطا کی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ خدا کے وجود اور معجزوں کو دیکھ کر حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ خدا نے ہمیں دل دیا ہے۔ اس میں خدا کا خوف انصاف اور نیک خیالات کو جگہ دینا چاہئے۔

آنکھ، کان اور دل کے ہوتے ہوئے بھی انسان اندھے، بہرے اور بے حس ہوں گے تو وہ خدا کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں کی توہین کرنے کے برابر ہے۔ اگر ایسا ہو تو ہم ناشکرے ہو جاتے ہیں۔ خدا کی بنائی ہوئی چیزوں پر انسان تحقیق کر رہا ہے۔ اور ان کو جاننے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے، مگر اپنے خالق کو سمجھنے کی وہ کوشش ہی نہیں کرتا۔

دنیاوی چیزوں کو سدھارنے کی مسلسل کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن انسان کے عادات واطوار کو سدھارنے کی کوشش نہیں کی جا رہی ہے۔ اس لئے بداخلاقی بڑھتی جا رہی ہے۔ دنیا کی بھلائی اور برائی انسان کے سلوک پر مبنی ہے۔ یہ دونوں صفتیں انسان کے دل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر دل بگڑ گیا تو جسم بھی بگڑ جاتا ہے۔

شراب پی کر دماغی توازن کھونے والے کو اپنی ماں اور بیوی کے درمیان فرق ہی نہیں نظر آتا۔ انسان کا سلوک اس کے اعضا کے استعمال پر مبنی ہے۔ اگر آنکھ زبان اور دل اور دوسرے اعضاء کا استعمال صحیح ہو تو انجام اچھا ہو سکتا ہے۔ اگر غلط ہو تو انجام برا ہوگا۔

اگر دنیا میں صرف اجالا ہی موجود ہو تو اس سے اندھے کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر ہمارے دل میں اندھیرا ہو تو راہ راست کے اجالے سے بھی ہمیں فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے ہمارے من کے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

منصفانہ اور مہذب طریقے سے زندگی گذارتے ہوئے اپنے خالق کی خوشنودی حاصل کرنے والا انسان ہی بہتر انسان ہے۔ انصاف اور راست بازی سے زندگی گذارنے والے لوگ بہت سی مہلک بیماریوں سے محفوظ رہنے کی بے شمار مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

انسان کی فطرت زمین کی فطرت کے مانند ہے۔ زمین سے اچھی فصل اگانے کے لئے اس پر محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن کانٹوں کی جھاڑیوں کو اگانے کے لئے کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ وہ خود بخود اگتے ہیں۔ اسی طرح انسان میں اچھی خصلتیں پیدا کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ بری عادتیں کسی بھی کوشش کے بغیر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اچھی عادتوں کو اپنانے کی کوشش نہ کرنا ہی بری عادتوں کو جگہ دیتی ہے۔ اس لئے انسان

اچھی عادتوں کو اپنانے کی کوشش ضرور کرے۔

ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔اچھے اعمال کرنے والا خود نیک بنتا ہے۔ برے اعمال کا مرتب اپنی برائی آپ کر لیتا ہے۔ خدا اپنے بندوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔اس لئے زمین پر بسنے والے بے فکر نہیں رہ سکتے اور نہ رہنا چاہئے۔

ہر دن ہم کتنا پانی، اناج اور دوسری بے شمار چیزیں استعمال کرتے ہیں۔مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ انہیں کون پیدا کر رہا ہے۔ہم ہر دن استعمال کرنے والی تمام چیزوں کا اور ہمارے اعمال کا حساب ہمیں ایک دن خدا کے سامنے پیش کرنا ہے۔انسانوں پر خدا کی بے حساب عنایتیں ہیں۔ اس نے ہمیں آنکھ اور دیگر اعضاء کے ساتھ عقل بھی عطا کی ہے۔اس نے رات اور دن کا اہتمام کیا ہے۔خدا کے فضل کے بنا انسان ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔انسان کو ان تمام باتوں کا احساس ہونا ضروری ہے۔یہی انسان کو صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب دے گا۔اس کو نظر انداز کرنے پر انسان غلط راہ اختیار کرتا ہے۔

دوسروں کی اچھائیوں کو دیکھ کر ہمیں اپنے عیبوں کو درست کر لینا چاہئے۔دوسروں کے عیبوں کو ہی دیکھتے رہیں گے تو اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کا موقع نہ ملے گا۔اس طرح ہم خود کو سدھار نہیں سکتے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ راہ راست پر چلے۔اس راہ میں پیش آنے والی مصیبتوں کو برداشت کرے۔کیونکہ یہ خدا کی طرف سے پیش آنے والی آزمائشیں ہوتی ہیں۔حلال کی روزی کمانا چاہئے اور اسے حلال کاموں میں خرچ کرنا چاہئے۔کسی سے بھی ناانصافی نہیں کرنی چاہئے۔کسی کو بھی نقصان پہنچائے بغیر زندگی بسر کرنا چاہئے۔خود امن سے رہیں اور

دوسروں کو بھی امن سے جینے کا موقع دیں۔اگر ہم زمین پر رہنے والوں پر رحم کریں گے تو عرش پر رہنے والا خدا ہم پر رحم کرے گا۔

ماں باپ کی، استادوں کی، رشتے داروں کی، احباب کی خدمت کرنی چاہئے۔ان کے ساتھ عزت سے پیش آئیں۔ جہاں تک ہو سکے رشتے داروں اور پڑوسیوں کی مدد کریں۔

غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور مصیبت زدہ لوگوں کی حمایت کریں رفاہ عامہ کے کام کریں۔ جو نیک کام نہیں کرتا وہ کبھی برے کام کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اگر ایسے لوگ خاموش رہیں تو وہ نیکی کرنے کے برابر ہے۔

سب کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ ہر برائی سے دور رہیں۔ اپنی صلاحیت کے مطابق لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب دیں۔اسی طری برے اعمال سے روکنے کی کوشش کریں۔

اس طرح اچھی زندگی بسر کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کر کے بہشت کی خوشیاں حاصل کرنا ہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔اگر سبھی انسان اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لے کر جئیں تو دنیا میں سکھ چین اور امن قائم ہوگا۔

ہر ایمان والے کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو نیک کام کی طرف بلائے اور برے کاموں سے روکے اللہ نیک کاموں کو پسند کرتے ہیں۔اور نیک کام کرنے والے کے لئے جنت محفوظ رکھی گئی ہے۔

نیک کام مشکل سمجھ کر انہیں کرنا نہ چھوڑیں۔ کیونکہ وہ مشکلات جلد ختم ہوں گی اور ان کاموں کا ثواب ہمیشہ باقی رہے گا۔تھوڑی دیر کی لذت کے لئے برے کام مت کرو۔

کیونکہ لذتیں جاتی رہیں گی ۔اور گناہ باقی ۔ ہمیشہ ثواب کے بدلے میں جنت ملے گی اور برے کاموں کے بدلے دوزخ کا عذاب سہنا پڑے گا۔

مہربان رب العالمین تمام انسانوں کوراہ راست پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔آمین !

برے کاموں کی سزا جلد کیوں نہیں دی جاتی

آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ سماج میں برے لوگ ہی عیش وآرام کی زندگی بتا رہے ہیں۔ یہ زندگی میں پریشانی صرف اچھوں کو ہی آتی نظر آرہی ہے۔یہ دیکھ کر نیکوکار تشویش میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم اللہ کی عبادت اور اس کے احکامات کی پابندی کرتے جاتے ہیں پھر بھی ہم پریشان ہیں ۔طرح طرح کی تکلیفیں ہم ہی کو آتی ہیں اور یہ من چاہی زندگی گذارنے والے اللہ کے حکموں کو پامال کرنے والے زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے!

لیکن اصل میں یہ بات نہیں ہے۔گمراہوں کو ظالموں کو اور گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اور بھی گناہ کرتے رہیں اور اپنے آپ کو راست باز سمجھتے رہیں۔

پھر بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا رہتا ہے کہ کیا نیک لوگوں کو دیکھ کر یا ان کی بتائی ہوئی باتیں سن کر وہ بھی راہ راست اختیار کرتے ہیں اور اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ان لوگوں کو یہ مہلت اللہ پاک ان کی زندگی کے آخر وقت تک بھی دیتا رہتا ہے۔ان کے سب گناہ اللہ کے فرشتے نوٹ کرتے جاتے ہیں۔ان کے اعمال ناموں میں ان کا کام برا ہو یا بھلا لکھا ہوا محفوظ رہتا ہے۔اگر وہ لوگ توبہ کرکے راہ راست پر نہ آئیں تو کل حساب کتاب

کے دن ان کو اپنے کیئے پر پچھتانا پڑے گا۔اس وقت کا پچھتانا کوئی کام نہ دے گا اور وہ دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے۔وہاں طرح طرح کا عذاب دیا جائےگا۔

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ برے کاموں کا بدلہ اللہ پاک اگر کبھی کبھی اس دنیا میں دیتا بھی ہے۔تاکہ لوگ ڈریں اور من مانی کرنے سے باز آجائیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنی رحمت سے درگذر بھی کر دیتا ہے۔لیکن یہ کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ایک اور سبب اس تاخیر کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بروں کو ان کے اعمال کی سزا جلد نہیں دی جاتی۔لیکن سزا سے چھٹکارا تو نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کردے تو دوسری بات ہے۔

ہمیں صرف لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بروں کو سزا جلدی نہیں دیتے۔ایسے لوگوں کی زندگی کی وقتی عیش وعشرت ،چین وسکون دیکھ کر ہمیں دھوکا نہ کھانا چاہئے اور ان کے جیسی زندگی اپنانا نہیں چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کی شکرگذاری

ہمیں ہمہ وقت وہمہ تن اللہ کی شکرگذاری میں لگے رہنا چاہئے۔ہم اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔کیونکہ اسکی نعمتوں کی بارش ہم پر سدا برستی رہتی ہے۔یوں تو وہ اپنے ماننے والوں کو بھی دیتا ہے اور نہ ماننے والوں کو بھی دیتا ہے۔اور نہ ماننے والوں کو خوشی سے نہیں دیتا۔وہ اپنے ماننے والوں کا رزق بڑھا بھی دیتا ہے اور ماننے والوں کا رزق گھٹا بھی دیتا ہے۔

ہمارے آنکھ ناک کان دل ودماغ سب ہمیں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ان چیزوں

کی قیمتوں کا اندازہ لگا نہیں سکتے۔آنکھ کی قیمت اندھے سے پوچھو۔اسی طرح ہرعضو کی اہمیت اورضرورت پراس کواپنی اصلی قیمت پوچھتے چلوگےتو معلوم ہوگا کہ ہرعضوبیش قیمت ہے۔ایک ناخن ہی کیا کم ہے!اگرکسی کا ایک ناخن کٹ جائے تو وہ آدمی کس طرح بے چین ہو جاتا ہے۔یہ ساری چیزیں ہمیں اپنے خالق کی طرف سے مفت میں عطا کی گئی ہیں۔تو پھرہمیں اس خالق کے کتنے شکرگذار ہونا چاہئے۔!ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگرکوئی بندہ اپنی ساری عمرسجدہ میں پڑارہ کراللہ کی شکرگذاری کرتا ہےتواللہ اسے جوادنیٰ سی نعمت عطا کی ہے اس کا شکر بھی ادا نہ ہوگا۔بہرحال ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کے شکرگذار بندے بن کررہیں۔شکرگذاری عبادت کا انجام کارہے۔

رشوت خوری

انسان کی حرص ہی اس کی رشوت خوری کی جڑ ہے۔حرص میں انسان ناانصافی اورظلم کر نے پراتر آتا ہے۔ہزاروں لاکھوں کمالے پھربھی اورکمانے کی تمنادل میں باقی رہتی ہے۔یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ انسان کی حرص اس کی قبرکی مٹی ہی بھرکرمٹا سکتی ہے۔غریبوں سے رشوت لینا توان کا خون چوسنے کے برابر ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ افسران ہزاروں کی تنخواہ لیتے ہیں۔کچھ افسران ایسے بھی ہیں جومزدوروں کی محنت کی مزدوی انہیں پوری نہیں دیتے بلکہ خودہضم کرجاتے ہیں۔راستوں اورسڑکوں کی دیکھ بھال کرنے والے محکمہ کے اہلکاراپنے ذمہ دئے گئے راستوں کی بروقت مرمت نہیں کراتے۔ٹھکیداروں میں ان اہلکاروں میں رشوت کے معاملے میں گٹھ جوڑ ہوتا ہےاورسرکار سےاورمنظورشدہ رقم کا بڑا

حصہ یہ سب مل کرہضم کرجاتے ہیں۔ادھرراستوں وغیرہ کے رفاہ عامہ کے کام ادھورے ہی رہ جاتے ہیں۔اس لئے راستوں میں بڑے بڑے گڈھے پڑے ہوتے ہیں۔جس کی وجہ سے روزانہ حادثات پیش آتے ہیں بیش قیمت جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔تعمیراتی کاموں میں ضروری چیزیں جس مقدار میں استعمال ہونی چاہئے یہ لوگ اس میں گول مال کرتے ہیں۔اس لئے کام پختہ نہیں ہوتا بل توزیادہ کا ہی بنادیتے ہیں دس مزدور لگاتے ہیں تو چالیس مزدوروں کا حساب لکھا کر پیسہ وصول کرتے ہیں۔سرکار کا بھی لاکھوں کا نقصان ہوتا ہے۔پرانے توپرانے نئے بنائے ہوئے پل بھی گرے جارہے ہیں۔کئی جگہ سرکاری عمارتیں بھی اپنے افتتاح سے پہلے ہی مرمت کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔کہیں نام درج کرانے کے لئے،کہیں سرٹفکیٹ حاصل کرنے کے لئے اس طرح ہرجگہ رشوت کا بازارگرم ہے۔

ایک حساب سے یہ رشوت خورسماج دشمن بنے ہوئے ہیں۔ایسے ہی لوگ کھانے پینے کی چیزوں میں اوردواؤں میں ملاوٹ کرکے اورنقلی چیزیں ملا کرلوگوں کی صحت بگاڑنے کا کام کررہے ہیں۔بازار میں کوئی چیز خالص ملنا دشوار ہے۔کھانے پینے کی اشیاء جو بازاروں میں بکتی ہیں ملاوٹ کی وجہ ان میں بہت سی چیزیں زہریلی بن جاتی ہیں۔اس میں بھی سماج کے بڑے لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔یہ لوگ ہزاروں کڑوڑ روپئے بٹورکربھی مطمئن نہیں لوگوں کواس طرح لوٹنا انہوں نے شیوہ بنا لیا ہے۔اس وجہ سے سماج کے بقیہ لوگ پریشان ہیں۔غریب ادھرادھر بھوکے مررہے ہیں ان میں کچھ لوگ خودکشی پرآمادہ ہو جاتے ہیں۔رحم ایمانداری سچائی ہمدردی جیسے اعلیٰ صفات آج کل لوگوں میں پائی نہیں

جاتیں۔لوگ اچاٹ سے نظر آتے ہیں۔

مذکورہ بالا برائیاں تو لوگوں میں ہیں ضرور۔لیکن سنجیدہ لوگوں کو اس سے بے رخی نہیں کرنی چاہئے۔اس کی روک تھام کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ڈھونڈنا چاہئے۔

سب سے اہم اور آسان راستہ جو ہے وہ طرز تعلیم کا ہے۔آج کل کے تعلیمی نظام میں اخلاقی پہلو مفقود ہے۔تعلیم کا اہم مقصد تو انسان کو انسان بنانا ہے۔اپنے بچے کو ڈاکٹر ،انجینیر ،سیاستدان بنانا تو بعد کی بات ہے۔انسان کو انسان بنانے والی تعلیم اخلاقی اصولوں پر مبنی ہو نی چاہئے۔اس لحاظ سے ہمیں اپنے تعلیمی نصاب کو ترتیب دینا ہوگا۔ساتھ ہی ساتھ تعلیم مفت دی جائے اسے تجارت نہ بنایا جائے۔قدیم زمانے میں مذہبی پیشواء عوامی تعلیم کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے۔تعلیم دینا ان کے پاس باعث ثواب کام تھا۔ان کی تعلیمات کے زیر اثر سماج میں لوگ سکھ چین اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔انسانی اقدار جیسے سچائی، ایمانداری، ہمدردی، رحم و کرم لوگوں کی زندگیوں میں عیاں تھیں۔ یہ رشوت خوری اسی مادہ پرستی کی دین ہے۔ مذہبی پیشواؤں کو چاہئے کہ وہ اپنے اس اعلیٰ منصب کو پھر سنبھالیں اور اپنے خطبات اور بیانات کے ذریعہ اپنے زیر اثر لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کرائیں کہ حرام کمائی دیکھنے میں تو اچھی لگتی ہے۔لیکن اس سے دل کا چین سکون چھن جاتا ہے۔اس میں برکت نہیں ہوتی۔حرام راستے سے آئی ہوئی کمائی آخر حرام میں ہی چلی جاتی ہے۔کمائی تو بہت کی ہے جو پیڑھیوں کام آسکے۔لیکن آدمی اس سے لطف اٹھانے سے پہلے ہی اسے موت آجاتی ہے۔اس کے چلے جانے کے بعد اس کی اولاد اپنے باپ دادا کا ورثہ عیش و عشرت میں گنوا دیتی ہے۔جس کے نتیجہ میں وہ

قسم قسم کی بری عادتوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔یہ تو دنیا کی حد تک کی بات ہوئی۔آخرت میں تو ایسے آدمی کی سخت گرفت ہوگی۔

اسی ضمن میں ایک او بات رہ گئی وہ یہ کہ اس معاملہ میں سرکار بھی خاموش نہ رہے۔وہ لوگوں کی انفرادی جائداد پر پابندی لگائے۔مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کی جائیدادیں ضبط کر لی جائیں اور ایسی ناجائز جائداد ایک کڑوڑ روپئے سے تجاوز کر جانے پر اس جائداد کے مالک کے لئے سزائے موت دے تجویز کرے۔اور پھر اس سے کم جائداد بٹورنے والوں کو بھی عبرتناک سزائیں دی جائیں۔اتنی ساری دولت بٹورنے کے لئے نہ جانے کتنوں کی جانیں لی ہوں گی اور کتنوں کی زندگیاں اجڑی ہوں گی۔

اب آخر میں یہ نوٹ دے کر ووٹ لینے والوں کا حصہ بھی رشوت خوری کے معاملے میں کچھ کم نہیں ہے۔ایلکشن آج پیسے والوں کا کھیل بن گیا ہے۔اکثر ایسے حریص لوگ ہی ایلکشن لڑنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یا اپنے ہم خیال لیڈروں کو کھڑا کر دیتے ہیں ۔”نوٹ لو اور ووٹ دو“ ان کا خفیہ نعرہ ہے۔یہ نعرہ لوگوں کے کانوں تک پہنچتا ہے لیکن حکومت کے کانوں تک نہیں پہنچ پاتا۔ایسے ہی لوگ انتخابات میں کامیاب ہوتے ہیں۔ حکومت ان کے ہاتھوں میں یا ان کے داؤ میں آجاتی ہے۔اب پوچھنا کیا؟ روپیہ جو ایلکشن میں خرچ ہوا وہ پھر سے حاصل کرنے میں لگ جاتے ہیں اسی کے لئے رشوت خوری سے بڑھ کر اور کونسا راستہ ہوسکتا ہے؟ بس رشوت خوری کے بارے میں جتنا کہیں کم ہے۔اللہ پاک قوم کو اس بری لت سے بچائے! آمین۔

آسمانی کتابیں اور انبیاء

انسان جب اس دنیا میں زندگی بسر کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی محبت اور شفقت کے صلے میں اس کی ہدایت کے لئے اپنے پیغمبروں کا سلسلہ جاری فرمایا چنداور آسمانی صحیفے اور چار آسمانی کتابیں یکے بعد دیگرے نازل فرمائیں ۔ یہ کتابیں اور صحیفے فرشتوں کے ذریعے الگ الگ پیغمبروں پر اتارے گئے ۔ان کتابوں میں یہی بتایا گیا تھا کہ انسان صحیح طریقے سے زندگی کس طرح گذارے۔ وقت کے پیغمبران پیغامات کو اپنے زمانے کے لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ جولوگ ان پیغمبروں کی تعلیمات پر ایمانداری کے ساتھ چلے وہ ہدایت یافتہ ہوئے اور کامیاب ہوگئے اور جنھوں نے ان کی باتوں کا انکار کیا وہ گمراہ ہوئے اور ناکام ہوئے۔ پیغمبر یکے بعد دیگرے اس دنیا میں تشریف لاتے ہی رہے اور اپنے اپنے زمانے کے لوگوں کی یعنی اپنی اپنی امتوں کی رہبری کی کوششیں کرتے رہے بتایا جاتا ہے کہ کل ملا کر کوئی سوا لاکھ پیغمبر اس دنیا میں آئے اور چلے گئے ۔ ان پیغمبروں کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد لوگ راہ راست سے رفتہ رفتہ بھٹکنے لگے ۔ پیغمبروں کی لائی ہوئی ان آسمانی کتابوں میں تحریف کرنا شروع کر دیا۔ ان کتابوں میں نصیحت کی باتیں تھیں ان کو ان تابوں سے نکال کر ان کی جگہ اپنی مرضی میں جو آیا وہ باتیں جوڑتے گئے ۔اس طرح کرنے سے ان کتابوں کی اصلیت جاتی رہی ۔ یہ معاملہ پہلی تین آسمانی کتابوں کے ساتھ ہوا۔ ان کتابوں کے نزول کے درمیان عرصہ ٔ دراز گذرا ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے آخر پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آخری کتاب قرآن

شریف نازل فرمائی۔ اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لی۔ قرآن پاک کے نازل ہوئے پورے چودہ سو سال کا عرصہ گذر گیا۔ شروع سے لے کر اب تک وہ جوں کا توں ہمارے پاس ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی وتحریف نہیں پائی جاتی ۔اب بھی وہ جوں کا توں ہمارے پاس موجود ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

پیغمبر حضرت محمدؐ کا زمانۂ حیات اس دنیا میں ۵۷۰ء سے ۶۳۲ء تک رہا۔ تاریخ بھی اس کی شاہد ہے۔ آپؐ کی حیات طیبہ میں آپؐ کو معراج کا شرف حاصل ہوا جس میں آپ ایک رات خدا کے بلانے پر حضرت جبرئیل کے ہمراہ آسمان پر تشریف لے گئے اپنے خالق سے ملاقات کی جس نے آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی، راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ آپ نے جنت اور دوزخ کو اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا۔ آخر میں امت کے لئے نماز کا تحفہ دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی جگہ واپس پہنچا دیا۔ اس واقعہ کو معراج کہتے ہیں۔ آپ اپنی معراج کا حال لوگوں کو سنایا۔ جنت کے انعامات اور وہاں کی راحتیں، جہنم کے عذابات اور صعوبتیں بیان فرمائیں۔ آپؐ نے جو بھی بتایا وہ بالکل سچ تھا۔ آپ سچے تھے۔ آپ کے دشمن تک آپ کے سچے ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ وہ بھی آپ کو امین مانتے تھے۔ آپ کی کہی ہوئی ہر بات تاریخ اور احادیث میں مذکور ہے۔

قرآن پاک ہر قسم کا ذکر اپنے اندر لئے ہوئے ہے ۔ انسان کی انفرادی زندگی، اقتصادی زندگی، سیاسی اور مذہبی زندگی وغیرہ سب طرح کی زندگی کیسے گذاریں قرآن پاک سے حاصل کر لیجئے۔ عبادات ان کے طریقے اور ان کے فضائل اور ان کی عدم ادائیگی پر وعیدیں بھی اس میں کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں۔ وحدانیت کا ذکر ہی کیا قرآن پاک

شروع سے لے کر آخر تک وحدانیت کا سرچشمہ ہے۔ قیامت کا ہولناک منظر بھی اس میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جنت کی نعمتیں اور راحتیں بھی اس سے جان لیجئے۔

جنت اور اس کی نعمتیں اور راحتیں، جہنم اور اس کے عذابات اور اذیتیں کیسے ہوں گی ان کا بھی خلاصہ آپ کو اس میں ملے گا۔

قرآن صرف دیکھنے اور پڑھنے کے لئے ہی نہیں ہے اس کے احکامات کو جان جان کر ان عمل کرنا بھی بہت ضروری اور لازمی ہے۔ ہاں اس کو دیکھنا اور اس کو چھونا اور اس کی ہر طرح تعظیم کرنا بھی لازمی ہے۔ صرف پاک حالت میں یعنی باوضو ہی اسے چھو سکتے ہیں اور وہ بھی باایمان لوگ۔ ہر مضمون اس میں صاف صاف اور بغیر اختلاف کے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن دنیا کی ہر زبان میں دستیاب ہے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھایا جاتا ہے۔ کنڑی زبان میں بھی قرآن کے ترجمے اور تفاسیر اور حضرت محمدؐ کی احادیث اور آپ کی مبارک زندگی کے حالات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

قرآن پاک صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ سارے ہی انسانوں کے لئے اتارا گیا ہے۔ یہ مشعل راہ۔ نور و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ خلاّق دو عالم کی طرف سے دنیا کے تمام انسانوں کو ایک بیش بہا دین ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام

اللہ پاک اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ ’مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں جس کو اس کے ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں، اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں جس کو اس کے ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو۔ حصہ تو قطعی ہے۔‘ (سورہ۴: آیت ۷)

اسلام میں عورت اور مرد کو برابر کے حقوق دئے گئے ہیں۔ دونوں فریق ذہنی اعتبار سے ہو، دینی اعتبار سے ہو یا اخلاقی اعتبار سے ہو برابر ہیں۔ عورت اور مرد ایک دوسرے کے مقابل نہیں بلکہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ ان کی زندگیوں میں ایک کی زندگی دوسرے کی زندگی کے بغیر ادھوری ہے۔ دوسرا اسے پورا کرتا ہے۔ یعنی وہ دونوں ایک دوسرے کی زندگی کو مل کر پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ قرآن نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا اوڑھنا بچھونا کہا ہے۔ دونوں کو اپنی اپنی زندگی میں ایک دوسرے سے تسکین ملتی ہے۔ ورنہ دونوں کی زندگیاں ادھوری اور بے لطف رہ جاتی ہیں۔

اسلام نے علم کا حاصل کرنا مرد اور عورت دونوں کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ علم سے ان کو ایک دوسرے کے حقوق پہچاننے میں مدد ملتی ہے۔ باپ کے ترکہ میں جس طرح بیٹے کا حق ہے اسی طرح اس میں بیٹی کا بھی حق ہے۔ البتہ مقداریں مختلف ہیں۔ وراثت کا باب بڑا طویل ہے۔ اس لئے اس کی یہاں گنجائش نہیں۔ عورت کو ایک طرف سے اپنے باپ کی جائداد میں حصہ ملتا ہے اور دوسری طرف سے اپنے شوہر کی جائداد میں بھی وہ حصہ

دار بنتی ہے۔اقتصادی طور پر اسلام نے عورت کو بے سہارا نہیں چھوڑا ہے۔اسلام نے عورت کو وہ حقوق آج سے چودہ سو سال پہلے ہیں عطا کر رکھے ہیں جو آج کل ترقی یافتہ ممالک ایسا ابھی تک نہیں دے پائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے ''اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو۔سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔'' (سورہ ۴۔آیت ۱۲۴)

ازدواجی زندگی

اسلام میں ازدواجی زندگی کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ازدواجی زندگی ہی سے خاندان کی بنا پڑتی ہے۔اسی سے خاندان وجود میں آتے ہیں۔اور کئی خاندان مل کر معاشرہ بنتا ہے۔معاشرتی زندگی ہی سے انسانی زندگی کی ہر لحاظ سے تکمیل ہوتی ہے۔معاشرہ میں ہر پیشہ کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔نائی، بڑھئی، چمار، گاڑی بان، پھول والے، پھل والے ، پنساری، کرانہ والے، ڈاکٹر، استاد نہ جانے اور کیا کیا۔زندگی گذارنے میں یہ سب ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔ان میں مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے معاشرتی زندگی کی اشد ضرورت معلوم ہوتی ہے۔یہ ازدواجی زندگی ایک دین ہے۔ادھر زندگی فطرت کا عین تقاضا بھی ہے۔کنوار پن کی زندگی، عمر بلوغت، تو ٹھیک ہے ۔جب آدمی بلوغت کو پہنچ جاتا ہے تو اسے جنسی تقاضے شروع ہو جاتے ہیں اس میں مرد اور عورت ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔ان تقاضوں کو پاکیزگی کے ساتھ

پورا کر لینے کے لئے اسلام نے ازدواجی زندگی پر زور دیا ہے۔اس میں خاندانی پاکیزگی بنی رہتی ہے۔مرد اور عورت کو زندگی کا لطف بھی حاصل ہوتا رہتا ہے۔زندگی کا ضابطہ بھی بنائے رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ایک دوسرے کی ذمہ داریاں بھی نبھانے میں مدد ہوتی ہے۔ اس لئے مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح جان لیں اور انہیں نبھائیں۔

تمام انسانوں کی صحت اور تندرستی ان کے خاندانوں کی صحت و تندرستی پر منحصر ہے۔اور خاندانی صحت و تندرستی کی حفاظت میں عورت کا رول بڑھ کر ہے۔عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کی خواہشات کا پورا پورا لحاظ رکھے اور اس کی توجہ اپنی طرف کر لے۔اپنے پاکیزہ چلن سے اسے خوش رکھے۔اصلی ازدواجی زندگی یہی ہے۔جن میں میاں بیوی کی گھریلو زندگی میں خوش حالی ہے۔وہ گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔حضورؐ کے ایک پاک ارشاد کا مفہوم ہے کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا ہی معزز ہوتا ہے۔یعنی آپؐ بیوی کے ساتھ نیک سلوک کو معزز زندگی کا پیمانہ قرار دیا ہے۔

بیواؤں سے نکاح پر زور دے کر اسلام نے عورت کی حفاظت کا کام انجام دیا ہے۔اس سے عورت کو پھر سے باعزت زندگی بسر کرنے موقع عنایت فرمایا۔ایسے میں عورت کی معاشی اور اخلاقی زندگی کو بحال رکھنے میں مدد ملتی ہے۔خود حضورؐ نے بیوہ سے نکاح کر کے زندہ مثال امت کے سامنے رکھی۔

بہت سے لوگ نکاح کر لینے میں بہت تاخیر کرتے ہیں یا یوں ہی کنوارے رہ جانا پسند کرتے ہیں۔اس میں جتنی ترقی ہوگی معاشرے میں زنا کاری بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

اس لئے اسلام نے شادی بیاہ کر لینے کو بالکل آسان بنا رکھا ہے۔ انسان میں جنسی تقاضے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ بات فطری ہوتی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ ان کو پورا کرنا صحت کے لئے بھی اشد ضروری ہے۔ ازدواجی زندگی ہی اس کا بہترین حل ہے۔

سنیاس بن کر زندگی گذارنا یا تاحیات کنوارے ہی رہنا فطرت کے خلاف ہے۔ چند لوگ اپنی ازدواجی زندگی کی ذمہ داریوں سے فرار کے لئے یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ان دونوں طریقوں سے زنا کاری کو تقویت حاصل ہوسکتی ہے۔ پاکیزہ خاندانی طرز عمل بھی مشکوک ہوسکتا ہے۔ اسی لئے تو اسلام نے ان دونوں طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور عورت مرد کے ناجائز تعلقات کو اور عملاً زنا کاری کے لئے سخت سزا تجویز کر رکھی ہے۔

عورتوں کی حفاظت

آج کل سماج میں عورتوں پر مہلک حملے اور ان کی اجتماعی آبروریزیں کے دل سوز وارداتیں ہم روزانہ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ حقیقتاً دیکھا جائے تو عورتوں کا بن ٹھن کر مردوں کے سامنے آنا ہی اس ضمن میں اصل کارفرما ہوتا ہے۔ آج پڑھی لکھی جوان دوشیزاؤں کا لباس نیم عریاں اور چست ہوتا ہے۔ اپنے جسم کے اتار چڑھاؤ کی مردوں کے سامنے نمائش کرنے میں وہ بڑی دلچسپی لیتی ہیں۔ یعنی ایک طرح سے مردوں کے جذبات کو ابھارتی ہیں اور اپنی طرف راغب کرتی ہیں۔ ان کی ایسی بے باکی کا کیا پوچھنا؟ یہ سب گویا مردوں کو کھلی دعوت دینے کے برابر ہوتی ہیں۔ نوجوان فطرت ان کی طرف مائل ہوتی ہے یہ ایک طرح سے ذہنی زنا ہے یہی آگے چل کر عملی زنا کاری کا سبب

بنتا ہے۔

پرائے مردوں کا پرائی عورتوں کو گھورنا اور پرائی عورتوں کا پرائے مردوں کو توجہ سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ اسی طرح ان کی آواز سننے میں دلچسپی لینا کانوں کا زنا ہے۔ بعد ازاں ایک دوسرے کی دھن میں مبتلا ہو جانا ذہنی زنا ہے۔ عورتوں کا ہنس ہنس کر اور آواز کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ مردوں سے باتیں کرنا زبان کا زنا ہے۔ ایک دوسرے کو چھونا یا چلتے پھرتے خراماں خراماں دیکھ لینا جزوی زنا ہے۔ ان اعضاء کی حرکتیں جن سے اس میں کام لیا جاتا ہے زنا کاری میں ملوث ہونے کے برابر ہے۔ زنا کرنے کی نیت سے اس کی طرف چلنا پاؤں کا زنا ہے۔ ان سارے حرکات کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ ان حرکات کے پورے ہونے کا موقع ملنے کے بعد زنا کاری بآسانی عمل میں آتی ہے۔ اگر ان حرکات کو ہم ابتداء سے ہی روکا جائے، تو شاید عورتیں مذکورہ بالا واردات سے بچی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بری نگاہ شیطان کے تیروں میں ایک تیر ہے اور زنا کاری عموماً نظر سے شروع ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کو قابو میں رکھنے کے لئے اللہ پاک نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے۔ وہ ہمارا خالق ہے اور خالق اپنی مخلوق کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور خالق جو حکم کرتا ہے اپنی مخلوق کی یعنی ہماری بھلائے ہی کے لئے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور سے فرماتا ہے۔ ''آپ کہہ دیجئے کہ مومن عورتوں سے وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں، اور اپنی زینت کے (مواقع کو)

کسی پرظاہر نہ ہونے دیں.........'' (سورہ ۲۴ آیت ۳۱)

اس طرح پردے کا رواج قائم کرنے سے عورتوں کو بدفعلی اور بدکاری سے اپنی حفاظت کر لینے میں آسانی ہوگی۔

ختم شد

KAAMYAB ZINDAGI

By Alhaj Imam saheb Itgi (hubli)..Translation from Kananda to Urdu by Prof: Abdul Majeed Khan ,Begaluru.

Pages: vi+74

First editiion : January 2015

DTP:Dr.Mohd.Sibghatullah.

Publisher: Sharfun Publications

2, Teacher's society.Banashankri

Bangalore 560 070